تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب دامت برکاتھم

مدرس جامعہ اسلامیہ عزیز العلوم بابونگر چاٹگام

پسند فرمودہ

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب

مکتبہ المعارف

بالمقابل جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن،

کراچی نمبر 5، پاکستان 0092-021-4127553

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شبِ برائت کے فضائل و احکام

قرآن و سنت کی روشنی میں

☆ تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب دامت برکاتھم

مدرس جامعہ اسلامیہ عزیز العلوم بابونگر چاٹگام

﴿ زیر نگرانی ﴾

مفتی محمد عبد السلام صاحب چاٹگامی دامت برکاتھم

سابق رئیس دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی و رئیس قسم التخصص فی علوم الحدیث دار العلوم ھاٹہزاری

(پسند فرمودہ)

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب

قیمت : ۳۰/= روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شب برائت کے فضائل واحکام
قرآن وسنت کی روشنی میں

☆ تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب دامت برکاتھم

مدرس جامعہ اسلامیہ عزیز العلوم بابونگر چاٹگام

﴿ زیرنگرانی ﴾

مفتی محمد عبدالسلام صاحب چاٹگامی دامت برکاتھم

سابق رئیس دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نورئیس قسم التخصص فی علوم الحدیث دارالعلوم ھاٹہزاری

(پسندفرمودہ)

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب

ناشر

مکتبہ المعارف

بالمقابل جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ سید محمد یوسف بنوری ناؤن کراچی نمبر 5

پاکستان 0092-021-4127553

قیمت : ۳۰/ روپے

نام کتاب:.........شب برائت کے فضائل واحکام

نام مصنف:.........مفتی محمد عثمان صاحب دامت برکاتھم العالیہ

(فاضل تخصص فی الفقہ جامعہ العلوم الاسلامیہ)

علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی 5

ومدرس دار العلوم جامعہ علوم اسلامیہ بابونگر چاٹگام

☆ ناشر:......مکتبہ المعارف علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

☆ باھتمام:......مولانا محمد مامون صاحب ومولانا حبیب اللہ صاحب

(ملنے کے پتے)

(۱) اسلامی کتب خانہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی 5

(۲) مکتبۃ الحبیب علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی 5

(۳) مکتبہ لدھیانوی علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی 5

(۴) مکتبہ بنوریہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی 5

(۵) دار القلم لیبر اسکوائیر نزد جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

فہرست مضامین

کلمات دعائیہ

محقق العصر، فقیہ النفس، حضرت أقدس استاذ محترم مولانا مفتی

محمد عبدالسلام صاحب چاٹگامی مدظلہ

رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی:

اما بعد یہ کہ عزیزم مولوی محمد عثمان چاٹگامی کا یہ رسالہ بنام "شب برأت کے فضائل واحکام روایت ودرایت کی روشنی میں" اپنے موضوع پر ماشاء اللہ محقق ومدلل ہے موصوف کی ابتدائی کوشش ہونے کے لحاظ سے بہت اچھا لکھا ہے۔ اللہ تعالی اسے خواص وعوام میں مقبول فرمائے اور موصوف کو مزید تالیف وتصنیف کی توفیق بخشے وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط والسلام

کتبہ بندہ محمد عبدالسلام عفااللہ عنہ

خادم افتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

۷ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء

رائے گرامی

مفکر اسلام حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث و مشرف شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض مہینوں اور مہینوں کے بعض ایام کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔ ان میں سے بعض فضائل قوی دلائل سے ثابت ہیں اور بعض دنوں یا مہینوں کی فضیلت ایسی روایات سے ثابت ہے کہ جس میں کافی کلام ہے۔ شب برأت کے فضائل بھی ایسی روایات سے ثابت ہیں جس میں کلام کی کافی گنجائش ہے۔ البتہ ایسے موقعوں پر محدثین ضعیف روایات کو قبول فرماتے ہیں بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔

زیر نظر رسالہ جو جامعہ علوم اسلامیہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے سال دوم کے طالب علم مولوی محمد عثمان چاٹگامی نے مرتب کیا ہے اس میں شب برأت کے فضائل اور اس کے احکام پر کافی اچھی بحث کی گئی ہے۔ اور جامعہ کے دارالافتاء کے مفتی حضرات خصوصاً دارالافتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب چاٹگامی مدظلہ کی نظر سے گزرا ہے۔ اسلئے بندہ بھی اس پر اعتماد کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو مرتب کی دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور علمی ترقی کا باعث بنادے۔ اور اپنی مخلوق کے لئے اس کو نافع اور باعث ہدایت بنادے۔ آمین۔

نظام الدین
۸ / ۸ / ۱۴۲۰ھ

انتساب

میں اپنی اس حقیر کوشش اور علمی کاوش کو اپنے نانا جان فرزندان دارالعلوم دیوبند کے ایک درخشندہ ستارہ بنگلہ دیش کے مایۂ ناز عالم دین جلیل القدر مفسر وشارح الحدیث شیخ المنقولات والمعقولات صاحب تنظیم الاشتات حضرت علامہ مولانا ابوالحسن صاحب رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (سابق شیخ التفسیر دارالعلوم ہاٹہزاری چاٹگام) کے نام منسوب کرتا ہوں۔

عرض مؤلف

الحمد لله الذی وفقنی لا تمام ھذہ الرسالہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد!

بندہ حقیر جب ۱۴۲۰ھ کو عالم اسلام کے مشہور ومقبول دینی درسگاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تخصص فی الفقہ کررہا تھا اس وقت جامعہ کے دارالافتاء میں ایک استفتاء یہ بھی آیا کہ دین اسلام میں شب برأت کا وجود ہے کہ نہیں؟ اور اسکی فضیلت کے متعلق جو روایات کتب احادیث میں ملتی ہیں وہ سند کے لحاظ سے کہاں تک صحیح ہیں؟ استفتاء کا جواب تو مختصراً لکھا گیا مگر دارالافتاء کے سابق رئیس فقیہ النفس محقق العصر استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم کی فرمائش اور ترغیب دلانے پر تفصیل سے لکھنے اور اسکو رسالہ کی شکل میں ترتیب دینے کا داعیہ پیدا ہوا احقر کے لئے حضرت والا کی عنایت اور نیک توجہ بڑی سعادت کی بات ہے حضرت والا نے اپنی گوناگوں مصروفیات اور علالت کے باوجود ازاول تا آخر اس رسالہ کو دیکھا بعض موقع پر اصلاح وترمیم سے نوازا اور اپنی قیمتی رائے سے اس کی عزت افزائی فرمائی ہے رسالہ کا نام بھی آپ ہی کا تجویز فرمودہ ہے اللہ تعالی حضرت والا کو صحت وعافیت سے رکھے اور عمر میں برکت عطا فرما کر ہمارے لئے تادیر شفقت وعنایت کا ذریعہ بنائے۔

انتہائی احسان فراموشی ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے محسن ومربی بنگلہ دیش کے مایۂ ناز عالم دین محدث العصر حضرت علامہ یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید نامور ادیب محدث ناقد حضرت علامہ حافظ جنید صاحب بابونگری (حفظہ اللہ ورعاہ) کا تذکرہ اور ان کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی آغوش شفقت میں ناچیز کے اندر کچھ علمی ادبی مطالعہ کا شوق اور کچھ لکھنے کا ذوق نصیب ہوا۔

الحمدللہ پاکستان میں ابتک رسالہ کا دوایڈیشن منظر عام پر آچکا ہے ارباب علم و دانش اور عام مسلمانوں نے اس کو اپنے لئے گراں قدر علمی تحفہ سمجھا اور انہوں نے بندہ کی اس حقیر کوشش کو سراہا میں صمیم قلب سے ان تمام خیر خواہوں کا شکر گزار ہوں۔

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس نے تصحیح اغلاط کے ساتھ رسالہ کا تیسرا ایڈیشن قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی یقینا یہ فضل خداوندی کے بعد اساتذہ کرام کی دعاؤں اور مادر علمی جامعہ اسلامیہ عزیز العلوم بابونگر چاٹگام کے فیض کا نتیجہ ہے

علماء کرام سے دست بستہ گزارش ہے کہ اگر کہیں کوئی فروگزاشت یا غلطی نظر آئے تو بنیت اصلاح نشاندہی فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔

بارگاہ الہ میں دعا ہے کہ اس رسالہ کو محض اپنے فضل وکرم سے شرف قبولیت عطا فرمائے اور عاجز کے لئے زاد آخرت وفلاح دارین کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

محمد عثمان عفا اللہ عنہ
فاضل التخصص فی الفقہ جامعۃ بنوری ٹاؤن کراچی
واستاذ جامعہ اسلامیہ عزیز العلوم بابونگر چاٹگام۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

امابعد:

فضیلت شب برأت سے متعلق روایات کی تحقیق

شب برأت کی فضیلت کے متعلق دور حاضر کے بعض روشن خیال حضرات کا نظریہ ہے کہ شب برأت سے متعلق جتنی روایات کتب احادیث میں ملتی ہیں سب کی سب یا تو موضوع اور من گھڑت ہیں یا شدید قسم کی ضعیف ہیں اس غلط نظرئے کی بنا پر یہ لوگ اس رات کی فضیلت کے سرے سے منکر ہوگئے ہیں اور اس شب کی بیداری اور عبادت گزاری کو وہ برا سمجھنے لگے ہیں۔

شب برأت کے سلسلے میں اگر کتب احادیث کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا جائے اور علوم حدیث کے متعلق کچھ فنی معلومات حاصل کی جائیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ یہ لوگ انتہائی غلط فہمی کا شکار ہیں اور ان کی مذکورہ غلط فہمی فن حدیث سے بے خبری و ناواقفیت پر مبنی ہے' نیز ان کا نظریہ نصوص شرعیہ اور جمہور سلف صالحین کی آراء اور ان کے متوارث اعمال سے متعارض ومتصادم ہے۔

شب برأت کی فضیلت کے سلسلے میں صحابہ کرامؓ کی ایک جلیل القدر جماعت سے مختلف طرق اور مختلف اسناد کے ساتھ روایات مروی ہیں جن میں بعض روایات کو بعض کے ذریعہ تقویت حاصل ہوتی ہے' اگرچہ انفرادی حیثیت سے ہر ایک روایت پر صحیح کا اطلاق نہیں کیاجاسکتا تاہم چونکہ بعض روایات ثقہ راوی سے مروی ہیں اور ان کے دیگر توابع بھی موجود ہیں اس لئے مجموعی لحاظ سے شب برأت کی فضیلت کی احادیث بلاشبہ درجہ صحیح تک پہنچتی ہیں' اسی وجہ سے شریعت میں شب برأت کی کچھ نہ کچھ اصل ملتی ہے۔

(۱) فضیلت شب برأت کے سلسلے میں کچھ احادیث تو درجہ حسن کی ملتی ہیں جب کہ ان احادیث کے دیگر متابع اور شواہد بھی موجود ہیں اور فن حدیث کے اصولوں میں سے یہ بھی ایک اصول ہے کہ اگر حدیث حسن کا کوئی متابع موجود ہو تو وہ درجہ حسن سے ترقی کر کے حدیثِ صحیح کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

ان الحديث الذى يروى با سناد حسن لا يخلو اما ان يكون فرداً اوله متابع ..... فان كان مثله او فوقه فكل منهما يرقيه الى درجة الحسن (۱)

(۲) علاوہ ازیں شب برأت کے متعلق بعض حدیثِ مرسل بھی ہیں اور علماء

---

(۱) النكت على كتاب ابن الصلاح للحافظ ابن حجر العسقلانى (۸۵۲ هجرى) ۱/۴۲۰ ط دار الراية

احناف کے یہاں حدیث مرسل صحیح اور قابل حجت ہے۔

چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

ثم المرسل ...... قال مالك وابو حنيفة فى طائفة صحيح (۱)

وقال العلامه سيف الدين الآمدى ..... اختلفوا فى قبول الخبر المرسل

...... فقبله ابو حنيفة و مالك و احمد فى اشهر الروايتين (۲)

"علامہ سیف الدین آمدیؒ نے فرمایا حدیث مرسل کو قبول کرنے میں علماء کرام میں اختلاف ہے' امام ابو حنیفہؒ' امام مالک اور امام احمدؒ نے (مشہور روایت کے مطابق) اس کو قبول کیا ہے"

(۳) اور یہ کہ اس سلسلے میں کچھ احادیث ضعیف بھی ہیں فن حدیث کے اصول کی رو سے ضعیف احادیث اگر متعدد طرق اور متعدد سندوں سے مروی ہوں تو وہ حدیثِ ضعیف تعدد طرق کی وجہ سے مجموعی طور پر درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے اور اس وقت وہ حدیث بالاتفاق قابل حجت اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ تنقیدکاہوں کے حوالے سے مختص انداز میں فرماتے ہیں

والحديث الضعيف اذا تعددت طرقه ولو طريقاً واحداً آخر

---

(۱) التقريب للنووى ۱۹۸/۱ مير محمد كتب خانه كراتشى

(۲) الاحكام فى اصول الاحكام للعلامه سيف الدين ابى الحسن على بن ابى على بن محمد الآمدى ۱۷۷/۲ ط دار الكتب العلمية بيروت

ارتقی بمجموع ذلك الی درجة الحسن و كان محتجابه (۱)

(۴) مزید یہ کہ ضعیف احادیث کا (جو شدید درجہ کی نہ ہوں) محدثین کے اصول کے مطابق فضائل اعمال میں اعتبار کیا جاتا ہے' اور اس پر ثواب بھی مرتب ہوتا ہے جب کہ احادیث شب برأت ایسی نہیں ہیں۔

چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے :-

قال فی الدر المختار فیعمل به فی فضائل الاعمال ...... قال محشیه ابن عابدین لا جل تحصیل الفضیلة المترتبة علی الاعمال (۲)

(۵) پھر شب برأت کے متعلق جن صحابہ کرامؓ سے روایات منقول ہیں ان میں بعض کبار صحابہؓ بھی شامل ہیں' جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق' حضرت علی' حضرت عائشہ' حضرت ابو ہریرۃ' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت ابو موسیٰ اشعری' حضرت عوف بن مالک' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اب ان صحابہ کرامؓ سے منقول احادیث اور ان کے الفاظ اور ان پر کی گئی نقد و جرح کو بھی نقل کیا جارہا ہے۔

(۱) عن معاذ بن جبلؓ عن النبی ﷺ قال یطلع اللہ الی جمیع خلقه

---

(۱) قواعد فی علوم الحدیث للعلامة المحقق المحدث الفقیه ظفر احمد عثمانی ۷۸ ط ادارة القرآن کراتشی

(۲) قواعد فی علوم الحدیث - ۹۲

ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن (۱)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔

اس حدیث کے متعلق محدثین کی رائے گرامی :

قال الحافظ نو رالدين على بن ابى بكر الهيثمى ۸۰۷ھ فى مجمعه: رواه الطبرانى فى الكبير و الا وسط ورجالهما ثقات (۲)

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں نقل کیا ہے اور دونوں کے رجال ثقہ ہیں

وقال الحافظ ابن رجب الحنبلى انه من امثلها ايضاً حديث رفعه يطلع الله ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن فان ابن حبان صححه و كفى به عماداً(۳)

---

(۱)رواه الحافظ الهيثمى فى مجمع الزوائد ۶۵/۸ ط دار الفكر بيروت و هكذا اخرجه الامام الحافظ زكى الدين المنذرى فى الترغيب (۲۴۱/۲) ط مكتبة مصطفى البابى الحلبى بمصر، وقال : رواه الطبرانى وابن حبان فى صحيحه وكذا اخر جه الامام البيهقى فى شعب الايمان (۳۸۲/۳) رقم الحديث ۳۸۳۳ و فضائل الاوقات (ص ۱۱۹) رقم الحديث ۲۲، واخرجه ابن حبان- انظر الاحسان فى ترتيب صحيح ابن حبان (۴۷۰/۷) باب ماجاء فى التباغض والتحاسد، ط دار الكتب العلميه و اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱۹۱/۵ ط مطبعة السعادة مصر

(۲)مجمع الزوائد للهيثمى ۶۵/۸

(۳) شرح المواهب اللدنية للعلامة الزرقانى ۴۱۲/۷

حافظ ابن رجب حنبلیؒ معاذ بن جبلؓ کی روایت کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی اعتماد کے لئے کافی ہے۔

وقال المحقق عدنان عبدالرحمن: رواه البيهقي في فضائل الاوقات واسناده حسن (۱)

محقق عدنان عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ امام بیہقی نے اپنی کتاب فضائل اوقات میں اس روایت کو ذکر کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

لیکن امام شمس الدین ذہبیؒ کا کہنا ہے کہ اس روایت کی سند میں مکحول کا مالک بن یخامر سے لقاء ثابت نہیں۔

قال الذهبي : وروى ايضاً عن طائفة من قدماء التابعين ما احسبهم لقيهم و منهم مالك بن يخامر (۲)

اس اعتبار سے معاذ بن جبل کی روایت میں انقطاع پایا گیا، مگر چونکہ اس روایت کے تمام روا: ثقہ ہیں اور اس کے دیگر شواہد اور متابع بھی موجود ہیں اس لئے یہ حدیث بلاشبہ درجہ حسن کی ہے، جیساکہ محقق عدنان عبدالرحمٰن نے فرمایا۔

(۲) عن ابی بکر الصديقؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا كانت ليلة النصف من شعبان ينزل الله تبارك و تعالىٰ الى سماء

---

(۱) فضائل الاوقات للبیهقی بتحقيق عدنان عبدالرحمن (ص ۱۱۸) ط مكتبة المنارة مكة المكرمة

(۲) سير اعلام النبلاء للامام شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان الذهبی (۷۴۸ھ) ۱۵۶/۵ ط مؤسسة الرسالة بيروت

الدنیا فیغفر لعبادہ الاما کان من مشرك او مشاحن لاخیه (۱)

(ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اپنے تمام بندوں کو بخش دیتے ہیں لیکن مشرک اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھنے والا نہیں بخشا جاتا"

اس حدیث کے متعلق محدثین کی رائے :-

۱-قال الامام الحافظ زکی الدین المنذری ۶۵۶ھ: روی البزار والبیهقی من حدیث ابی بکر الصدیق باسناد لابأس به (۲)

حافظ زکی الدین منذریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو بزار اور بیہقی نے لابأس بہ کی سند (جس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں) کے ساتھ روایت کیا ہے۔

واضح ہو کہ اگر محدثین نے کسی روایت کے متعلق فرمایا کہ اسکی سند لابأس بہ ہے تو یہ اس روایت کی توثیق پر دلالت کرتا ہے۔

---

(۱) رواہ الهیثمی فی مجمعه(۶۵/۸) ' والبزار والبیهقی من حدیث ابی بکر الصدیق بنحوہ باسناد لا باس به کذا قال الحافظ المنذری فی الترغیب ۲۳۸/۴' وروی الحافظ ابن عدی الجرجانی (۳۶۵ھ) عن ابی بکر الصدیق بهذه العبارة: ان النبی ﷺ قال: ینزل ربنا الی سماء الدنیا لیلة النصف من شعبان فیغفر لکل واحد الا مشرکاً اورجلاً فی قلبه شحناء (الکامل فی ضعفاء الرجال لا بن عدی ۱۹۴۶/۵) ط دار الفکر وهکذا اخرجه البیهقی فی شعب الایمان (۳۸۰/۳) رقم الحدیث ۳۸۲۷' وروی بطریق آخر بهذا اللفظ " فیغفر لکل مؤمن الا العاق او المشاحن (۳۸۱/۳) رقم الحدیث ۳۸۲۹

(۲) الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف للحافظ المنذری ۲۳۸/۴.

۲- وقال الحافظ نورالدین الهیثمی رواه البزار وفیه عبدالملک بن عبدالملک ذکره ابن ابی حاتم فی الجرح والتعدیل ولم یضعفه وبقیة رجاله ثقات(۱)

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا۔ اس میں عبدالملک ابن عبدالملک ایک راوی ہے ابن ابی حاتم نے "جرح وتعدیل میں" اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس کو ضعیف قرار نہیں دیا اور باقی رجال ثقہ ہیں۔

واضح رہے کہ اگر ابن ابی حاتم نے کسی راوی کی جرح سے سکوت اختیار کیا ہے تو یہ اس راوی کی توثیق پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا اس اعتبار سے مذکورہ روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے۔

وصنیعه یدل علی ان سکوت ابن ابی حاتم عن الجرح توثیق کسکوت البخاری(۲)

۳-وقال الحافظ ابن عدی الجرجانی متوفی ۳۶۵ھ سمعت ابن حماد یقول قال البخاری عبدالملک ابن عبدالملک عن مصعب ابن ابی ذئب عنه عمروبن الحارث فیه نظر....
وعبدالملک ابن عبدالملک معروف بهذاالحدیث ولایرویه عنه غیر عمروبن الحارث -

---

(۱) مجمع الزوائد للهیثمی ۶۵/۸
(۲) قواعد فی علوم الحدیث ص:۳۵۸

وهو حديث منكر بهذاالاسناد (۱)

حافظ ابن عدیؒ امام بخاری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عبدالملک ابن عبدالملک سے عمرو ابن حارث کی روایت کرنے میں نظر ہے۔ (پھر ابن عدی فرماتے ہیں) کہ اس حدیث کے ساتھ عبدالملک ابن عبدالملک معروف ہے۔ اور عمرو ابن حارث کے علاوہ اس حدیث کو عبدالملک سے اور کسی نے روایت نہیں کیا۔ اور وہ حدیث اس سند کے ساتھ منکر ہے۔

امام بخاریؒ کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حدیث کی سند کے متعلق "فيه نظر" کہنے سے اصل حدیث کے ثبوت پر کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ اس حدیث کے دیگر شواہد اور متابع موجود ہیں جس سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے اور اس کو تقویت ملتی ہے۔ نیز ابن عدی کا اس حدیث کے متعلق" منكر بهذا الاسناد" کہنے سے اس کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ متقدمین حضرات کے نزدیک تفرد راوی کی وجہ سے لفظ منکر کا اطلاق حدیث حسن اور صحیح پر بھی ہوتا ہے۔ اور ابن عدی وغیرہ کا شمار متقدمین میں سے ہے۔ اس اعتبار سے آپ نے محض تفرد راوی ہونے کی بناء پر مذکورہ حدیث کی سند پر لفظ منکر کا اطلاق کیا ہے۔

جیسا کہ "الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل" میں ہے۔

"ولا تبادر بحكم ضعف الراوى بوجود انكر ماروى فى حق روايته فى الكامل والميزان ونحوهما فانهما يطلقان هذااللفظ على

---

(۱) الكامل فى ضعفاء الرجال للامام ابن عدى الجرجانى ۱۹۴٦/۵ ط: دارالفكر۔

الحديث الحسن والصحيح ايضاً بمجرد تفرد راويهما وان تفرق بين قول القدماء: هذا حديث منكر وبين قول المتأخرين هذا حديث منكر فأن القدماء كثيراً ما يطلقونه على مجرد ما تفرد به راويه وان كا ن من الاثبات والمتأخرون يطلقونه على رواية راو ضعيف خالف الثقات"(۱)

" کامل اور میزان کی روایت کے حق میں منکر کا لفظ موجود ہونے کی صورت میں ان کے راوی پر ضعف کا حکم لگانے میں جلدی اور سبقت نہ کرو کیونکہ یہ دونوں (کامل اور میزان) اس لفظ منکر کو محض راوی کے تفرد کی وجہ سے حسن اور صحیح حدیث پر بھی اطلاق کرتے ہیں۔ اور متقدمین اور متاخرین کے قول" ھذا حدیث منکر " کے درمیان فرق کرنا چاہئے۔ کیونکہ متقدمین اکثر راوی کے تفرد پر حدیث منکر کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اگرچہ وہ حدیث ثقہ راوی سے مروی ہو اور متاخرین لفظ منکر کا اطلاق ایسے ضعیف راوی کی روایت پر کرتے ہیں جو ثقہ راوی کی روایت کے مخالف ہوتا ہے۔"

(۱)الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل للامام ابى الحسنات محمد عبدالحى اللكنوى الهندى المتوفى ۱۳۰٤ ص:۹۸'المرصد الرابع ط:مكتب المطبوعات الاسلامية حلب-

۳-عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال يطلع الله عزوجل الى خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لعباده الا اثنين مشاحن وقاتل نفس (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔اللہ جل شانہ نصف شعبان کی رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے کینہ رکھنے والے اور ناحق قتل کرنے والے کے علاوہ اپنے تمام بندوں کی بخشش فرماتا ہے۔

اس روایت کی اسنادی حیثیت :

۱- ذكره المنذری فی الترغيب والترهيب وقال رواه احمد باسناد لين(۲)
یعنی حافظ منذریؒ نے اس روایت کو ترغیب وترھیب میں ذکر کیا اور فرمایا کہ امام احمد نے اس کو اسناد لین کے ساتھ روایت کیا ہے

۲- قال الهيثمی رواه احمد وفيه ابن لهيعه وهو لين الحديث وبقية رجاله وثقوا (۳)
حافظ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس میں ایک راوی ابن لھیعہ ہے جو لین الحدیث ہے اور باقی رواۃ کو محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے

(۱) اخرجه الحافظ المنذری فی الترغيب والترهيب ۲۳۹/٤ باب الترهيب من التهاجر والتشاحن والتدابر رقم الحديث ۲۰'والحافظ نورالدين الهيثمی فی مجمعه ٦٥/٨ باب ماجاء فی الشحناء'واخرجه الامام أحمد فی مسنده ١٩٨/٦ .رقم الحديث ٦٦٤٢'وقال محققه أحمد محمد شاكر أسناده صحيح ط:دارالحديث القاهرة

(۲)الترغيب والترهيب ٢٣٩/٤

(۳)مجمع الزوائد ٦٥/٨

حافظ ہیثمی کے قول سے معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت کی سند میں ابن لھیعہ کے علاوہ باقی رواۃ ثقہ ہیں صرف ابن لھیعہ کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

مندرجہ ذیل سطور میں ابن لھیعہ کے حالات اور ان کے متعلق محدثین کی جرح و تعدیل ذکر کی جاتی ہے۔

ابن لهيعة: عبداللہ ابن لھیعہ ابن عقبہ ابن فرعان ابن ربیعۃ ابن ثوبان الحضرمی ایک راوی ہیں جن سے امام بخاری امام مسلم، اور امام نسائی وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ روح ابن صلاح فرماتے ہیں کہ ابن لھیعۃ نے بہتر تابعین کے ساتھ ملاقات کی۔(۱)

بعض محدثین نے (جن میں ابن معین اور علی ابن المدینی جیسے متشددین حضرات شامل ہیں) انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

چنانچہ ابن معین فرماتے ہیں- كان ضعيفاً لا يحتج بحديثه (۲)

علی ابن المدینی فرماتے ہیں:-

قال لی بشر بن السری لو رأيت ابن لهيعة لم تحمل عنه (۳)

لیکن اکثر محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں۔

من كان مثل ابن لهيعة بمصر فی كثرة حديثه وضبطه واتقانه (٤)

ترجمہ: مصر میں کثرت حدیث اور حدیث کے ضبط و اتقان میں ابن لھیعۃ جیسا اور کون ہو سکتا ہے۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء ۸/۱۳ تهذيب التهذيب ۵/۳۲۷، ۳۲۸

(۲) سير أعلام النبلاء ۸/۲۱ تهذيب التهذيب ۵/۳۳۱ 'ميزان الاعتدال ۲/۴۷۵

(۳) تهذيب التهذيب ۵/۳۳۱ 'ميزان الاعتدال ۲/۴۷۶

(٤) سير أعلام النبلاء ۸/۱۳ 'ميزان الاعتدال ۲/۴۷۷ تذكرة الحفاظ ۱/۲۳۸

امام ثوریؒ فرماتے ہیں-

عند ابن لهيعة الاصول وعندنا الفروع (۱)

ابن لھیعہ کے پاس اصول اور ہمارے پاس فروع ہیں۔

ابن وھب فرماتے ہیں-

حدثنی واللہ الصادق البار عبداللہ ابن لهيعة (۲)

بخدا مجھے نیکوکار اور سچے انسان نے حدیث بیان کی وہ عبداللہ ابن لھیعہ ہے

احمد ابن صالح فرماتے ہیں-

ابن لهيعة ثقةوما روى من الاحاديث فيها تخليط يطرح ذلك التخليط (۳)

ابن لھیعہ ثقہ ہے اور ان کی جن مرویات میں تخلیط ہے ان کو دور پھینکا جائے

اگرچہ بعض متشددین حضرات نے ابن لہیعہ کو ضعیف قرار دیا ہے مگر ان کے ضعف کی وجہ ایسی نہیں کہ ان کی روایت کو بالکل ہی ناقابل اعتبار قرار دیا جائے جبکہ بہت سے محدثین حضرات نے ان سے استدلال کیا ہے اور ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے-

چنانچہ حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں **وفيه ابن لهيعة وقد احتج به غير واحد (٤)**

اس میں ایک راوی ابن لھیعہ ہے اور ان سے بہت سے محدثین نے احتجاج کیا ہے-

---

(۱) تذكرة الحفاظ ۲۳۹/۱ 'تهذيب التهذيب ۳۲۹/۵ 'سير أعلام النبلاء ۱۳/۸

(۲) ميزان الاعتدال ٤٧٧/۲ ' تهذيب التهذيب ۳۲۹/۵

(۳) تهذيب التهذيب ۳۳۱/۵

(٤) مجمع الزوائد ۱٦/۱

اور ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :-

رواه ابن لهيعة وفيه ضعف وهو حسن الحديث (۱)

اس حدیث کو ابن لھیعہ نے روایت کیا ہے ان میں کچھ ضعف ہے
تاہم ان کی حدیث حسن ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو کی مذکورہ حدیث کی سند میں اگرچہ بعض محدثین نے لین الحدیث کہکر ابن لھیعہ کی طرف کچھ ضعف کی نسبت کی ہے مگر حافظ ہیثمی کے مذکورہ قول سے معلوم ہوا کہ ابن لہیعہ حسن الحدیث ہے۔

لہذا مذکورہ حدیث درجہ حسن کی ہے اور اس قسم کی حدیث احکام کیلئے حجت بن سکتی ہے اور جب ایسی احادیث احکام کیلئے قابل حجت ہے فضائل اعمال میں تو بطریق اولی حجت بنے گی۔

دور حاضر کے ناقد عالم ناصر الدین البانی حضرت عبداللہ ابن عمرو کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں۔

قال الهيثمى ابن لهيعة لين الحديث وبقية رجاله وثقوا وقال المنذرى اسناده لين قلت تابعه رشيد ابن سعد ابن حيى به أخرجه ابن حيويه فى حديثه فالحديث حسن (۲)

رشید ابن سعد ابن حیی نے اس روایت کی متابعت لی ہے ابن حیویہ نے اپنی حدیث میں اس کی تخریج کی ہے لھذا یہ حدیث حسن ہے۔

---

(۱) مجمع الزوائد ۱۰۲/۸-۱۷۰/۱۰

(۲) سلسلة الاحاديث الصحيحة للعلامة ناصر الدين الالبانى ۱۳۶/۳

٤-حدثنا أحمدبن منيع قال حدثنا يزيد بن هارون قال حدثنا حجاج بن ارطاة عن يحى بن ابى كثير عن عروة عن عائشة رضى الله عنها قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فاذا هو بالبقيع فقال اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله فقلت يارسول الله ظننت انك ا تيت بعض نسائك فقال ان الله تبارك وتعالى ينزل ليلة النصف من شعبان الى سماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب (١)

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے آں حضرت ﷺ کو بستر پر نہیں پایا' جب میں نے تلاش کیا تو یکایک کیا دیکھتی ہو ں کہ آپ بقیع میں موجود ہیں- مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات کا خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرینگے ؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب (کی بکریوں) کے ریوڑ کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں گناہگاروں کو بخشتا ہے-

---

(١) رواه الامام الترمذى فى جامعه ص/١٥٦ باب ماجاء فى ليلة النصف من شعبان'أخرجه الامام أحمد فى مسنده ١١٤/١٨ .رقم الحديث ٢٥٨٩٦ . وقال محققه حمزه احمد الزين اسناده حسن ط: دارالحديث القاهرة' وأخرجه الحافظ ابو بكر عبدالله بن محمد بن ابى شيبه فى مصنفه ٤٣٨/١٠ من طريق ابى خالد الاحمر الحجاج .رقم الحديث٩٩٠٧ .ط: ادارة القرآن كراتشى' وأخرجه الامام ابن ماجه ص:٩٩ من طريق يزيد بن هارون عن حجاج و كذا الامام محى السنة البغوى فى شرح السنة ١٢٦/٤ رقم الحديث ٩٩٢'ط: المكتب الاسلامى- وذكره المنذرى فى الترغيب ٢٤٠/٤ من طريق علاء ابن الحارث .رقم الحديث ٢٤-وكذا أخرجه الامام اسحاق ابن راهويه فى مسنده ٣٢٦/٢ من طريق ابى مالك عن الحجاج رقم الحديث.٣٠٧ ط:مكتبة الايمان المدينة المنورة-

حدیث عائشہ کی اسنادی حیثیت :-

امام ترمذیؒ اس حدیث کی سند کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حديث عائشة لا نعرفه الا من هذا الوجه من حديث الحجاج وسمعت محمداً يقول يضعف هذاالحديث وقال :يحى ابن ابى كثير لم يسمع من عروة وقال محمد والحجاج لم يسمع من يحى بن ابى كثير(١)

ترجمہ : حضرت عائشہ کی یہ حدیث حجاج ابن ارطاۃ کی اسی سند سے ہمیں معلوم ہوتی ہے اور امام بخاریؒ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور فرمایا کہ یحی ابن ابی کثیر نے عروۃ سے سماعت نہیں کی اور حجاج ابن ارطاۃ نے یحی ابن ابی کثیر سے سماعت نہیں کی۔

امام ترمذیؒ کے قول سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دو جگہ انقطاع پایا گیا ہے۔ایک تو یہ کہ حجاج ابن ارطاۃ نے یحی ابن ابی کثیر سے سماعت نہیں کی دوسرے یہ کہ خود یحی نے عروۃ سے سماعت نہیں کی۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ حجاج کا سماع یحی سے نہ ہونا یہ تو محدثین کے نزدیک مسلم ہے البتہ یحی کا سماع عروۃ سے نہ ہونا مسلم نہیں۔کیونکہ ابن معین وغیرہ نے عروۃ سے یحی کی سماعت ثابت کی ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں :-

والحجاج لم يسمع من يحى وهو مسلم 'اما سماع يحى عن عروة فنفاه ايضاً ابو زرعة وابو حاتم واثبته ابن معين والمثبت مقدم على النافى (٢)

---

(١)جامع الترمذى ص:١٥٦

(٢) شرح المواهب اللدنية للعلامة زرقانى ٤١١/٧ 'معارف السنن للعلامة المحدث الشيخ محمد يوسف البنورى ٤٢٠/٥ ط:المكتبة البنورية كراتشى.

لہذا اس صورت میں انقطاع صرف ایک جگہ رہ جاتا ہے علاوہ ازیں محدثین احناف کے یہاں اس قسم کا انقطاع حدیث کی اصلیت کے ثبوت کے لئے مضر نہیں جبکہ اس کے رواۃ بھی ثقہ ہیں۔ اور اس کی تائید بھی دیگر روایتوں سے ہو رہی ہے یہی وجہ ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ کی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

جیسا کہ شرح المواھب اللدنیۃ میں ہے :-

وقد ورد فی فضل لیلۃ النصف من شعبان احادیث کثیرۃ لکن ضعفها الاکثرون وصحح ابن حبان بعضها وخرجه فی صحیحه تساهلا فی بعضها واطلاقا لاسم الصحیح علی الحسن فی بعضها بجامع الاحتجاج بهما ومن امثلها حدیث عائشة ..... (۱)

فضیلت شب برات سے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اکثر حضرات نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے بعض کو صحیح قرار دیا ہے بعض احادیث میں تساہل سے کام لیتے ہوئے اور بعض میں صحیح کو حسن پر اطلاق کرتے ہوئے اپنے صحیح میں ان کی تخریج کی ہے۔ کیونکہ دونوں (حسن اور صحیح) قابل احتجاج ہیں۔ ان میں سے حضرت عائشہ کی روایت بھی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو امام ترمذی کے علاوہ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، امام احمد نے اپنی مسند میں امام بیہقی نے شعب الایمان اور فضائل اوقات میں، امام ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں، امام بغوی نے شرح السنۃ میں ذکر کیا ہے۔ مگر ان جلیل القدر محدثین میں سے کسی نے نہ اس کو موضوع قرار دیا ہے اور نہ ہی شدید قسم کی ضعیف بتایا ہے۔

---

(۱) شرح المواهب اللدنية ٤١١/٧

بلکہ اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور اسے دیگر روایات سے تقویت حاصل ہے۔ لہذا بلاشبہ یہ حدیث حسن اور صحیح لغیرہ کے درجہ کی ہے۔

۵- حدثنا راشد بن سعیدبن راشد الرملی حدثنا الولید عن ابن لهیعة عن الضحاك ابن ایمن عن الضحاك ابن عبدالرحمن ابن عرزب عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ قال ان الله لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرك او مشاحن (۱)

ترجمہ :- حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی پندرھویں شب (مخلوق کی طرف) متوجہ ہوتا ہے، مشرک اور کینہ رکھنے والے کے علاوہ تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

حدیث ابو موسیٰ کی اسنادی حیثیت :-

امام ابن ماجہ نے یہ حدیث راشد ابن سعید ابن راشد الرملی سے روایت کی ہے جن کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں صدوق من العاشرة (۲)

۲- ولید بن مسلم القرشی :- حافظ ابن حجر ان کے بارے میں فرماتے ہیں : ثقة كثير التدليس (۳) ابن سعد فرماتے ہیں كان ثقة كثير الحديث (٤)

---

(۱) رواه ابن ماجه ص: ۹۹ 'باب ماجاء لیلة النصف من شعبان 'اخرجه الشهاب احمد ابن ابی بكر البوصیری فی مصباح الزجاجة ۱/٤٤٦ 'رقم الحدیث ٤٨٧ ' باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان 'ط: مطبعة حسان القاهرة- واخرجه الامام البیهقی فی فضائل الاوقات ص: ۱۳۳ رقم الحدیث ۲۹ من طریق ابی الاسود المصری قال حدثنا ابن لهیعة عن الزبیر ابن سلیم عن الضحاك الخ وشعب الایمان ۳/۳۸۲

(۲) تقریب التهذیب ۱/۲۸۹ : تهذیب التهذیب ۳/۱۹۶

(۳) تقریب التهذیب ۲/۲۸۹ (٤) تهذیب التهذیب ۱۱/۱۳٤

۳- ابن لهيعة:- حافظ ہیثمی کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حسن الحدیث ہے۔

٤- ضحاك ابن أيمن:- حافظ ابن حجر ان کے بارے میں فرماتے ہیں:-مجهول (۱)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:- لایدری من ذا (۲)

٥- ضحاك ابن عبدالرحمن عرزب:-

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ثقة من الثالثة (۳)

حافظ عجلی فرماتے ہیں:- تابعی ثقة (٤)

٦- ابو موسی أشعری رض:- جلیل القدر صحابی ہیں

مذکورہ سند میں صرف ایک راوی یعنی ضحاک ابن ایمن مجہول ہے باقی تمام رواۃ ثقہ ہیں اور ابن لہیعۃ حسن الحدیث ہے' اور ایک راوی مجہول ہونے سے اصل حدیث کے ثبوت پر کچھ فرق نہیں پڑتا' کیونکہ اس روایت کے دیگر شواہد اور متابع موجود ہیں۔ ہم نے تمہید میں یہ بات ذکر کی ہے کہ ضعیف روایات اگر متعدد طرق سے مروی ہوں تو وہ درجہ حسن تک پہنچتی ہیں۔ اسی وجہ سے زمانہ حال کے ناقد عالم ناصر الدین البانی نے ابو موسی اشعری کی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے (٥)

---

(۱) تقريب التهذيب ۱/۲٤۲' تهذيب التهذيب ۳۸۹/٤

(۲) ميزان الاعتدال ۲/۳۲۲' رقم الترجمه ۳۹۲۸

(۳) تقريب التهذيب ۱/٤٤۳' تهذيب التهذيب ۳۹۲/٤

(٤) ميزان الاعتدال ۲/۳۲٤ ' تهذيب الكمال ۲۷۱/۱۳' سير أعلام النبلاء ٦۰۳/٤. تاريخ الاسلام ۱۲٤/٤

(٥) صحيح سنن ابن ماجه بتحقيق العلامه ناصر الدين الألباني الجزء الاول ص:۲۳۳ ط: مكتبة التربية العربي

٦- عن ابی ثعلبة الخشنی رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال یطلع الله الی عباده لیلة النصف من شعبان فیغفر للمؤمنین ویمهل الکافرین ویدع اهل الحقد بحقدهم حتی یدعوه (۱)

ترجمہ :- حضرت ابو ثعلبہ الخشنیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ جل شانہ نصف شعبان کی شب کو اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پس مومنوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور کافروں کو مہلت دیتے ہیں اور کینہ پروروں کو ان کے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں تاوقتیکہ کینہ پروری چھوڑ دیں۔

حدیث ابو ثعلبہ کی سند کے متعلق بحث :-

حافظ زکی الدین منذریؒ اس روایت کو ذکر کر کے آخر میں فرماتے ہیں :-

قال البیهقی وهو ایضاً بین مکحول وابی ثعلبه مرسل جید

امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ اس روایت میں مکحول اور ابو ثعلبہ کے درمیان ارسال ہے اور ہم نے مقدمہ میں ذکر کیا کہ محدثین احناف کے یہاں مرسل صحیح بھی ہے قابل حجت بھی۔

وقال الهیثمی :- رواه الطبرانی وفیه الاحوص ابن حکیم وهو ضعیف (۲)

---

(۱) ذکره الحافظ المنذری فی الترغیب ٤/۲٤۰ رقم الحدیث ۲۲ 'وذکره الحافظ نور الدین الهیثمی فی مجمعه ۸/٦٥ باب ماجاء فی الشحناء' اخرجه الامام البیهقی فی السنن الصغیر ۲/۱۲۲ باب الصوم فی شعبان بلفظه: اذا کان لیلة النصف من شعبان اطلع الله عزوجل الی خلقه فیغفر للمومنین ویملی للکافرین ویدع اهل الحقد لحقدهم حتی یدعوه رقم الحدیث ۱٤۲٦ ط:دارالوفاء وفضائل الاوقات ص:۱۲۱ 'رقم الحدیث ۲۳ 'وشعب الایمان ۳/۳۸۱ رقم الحدیث ۳۸۳۲

(۲) مجمع الزوائد ۸/٦٥

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔اس میں ایک راوی احوص ابن حکیم ہے اوروہ ضعیف ہے۔

حافظ ہیثمی کے قول سے معلوم ہوا کہ حدیث ابو ثعلبہ کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے اور باقی رواۃ ثقہ ہیں'اس اعتبار سے اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کے ذریعہ ایسی ضعیف حدیث کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

۷-عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا كان ليلة النصف من شعبان يغفر الله لعباده الا لمشرك اومشاحن (۱)

ترجمہ : حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تواللہ تعالی سوائے مشرک اور کینہ پرور کے اپنے تمام بندوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں :

رواه البزار وفيه هشام ابن عبدالرحمن ولم أعرفه وبقية رجاله ثقات

بزار نے اپنی مسند میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔اس میں ایک ہشام ابن عبدالرحمٰن ہے میں اس کو نہیں جانتا۔اورباقی رواۃ ثقہ ہیں۔

۸-عن عوف ابن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يطلع الله تبارك وتعالى على خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لهم كلهم الا لمشرك او مشاحن (۲)

---

(۱) اخرجه الهيثمى فى مجمعه ۶۵/۸ من مسند البزار

(۲) المرجع السابق

ترجمہ: عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرھویں شب میں اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ور کے سب کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعلق حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:-

رواہ البزار وفیہ عبدالرحمن ابن زیاد بن انعم وثقہ احمد بن صالح وضعفہ جمہور الائمۃ وابن لہیعۃ لین وبقیۃ رجالہ ثقات (۱)

بزار نے اس روایت کو نقل کیا ہے اس میں ایک راوی عبدالرحمٰن ابن زیاد ہے۔ احمد ابن صالح نے اس کو ثقہ قرار دیا جبکہ جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن لھیعۃ "لین" ہے باقی رجال ثقہ ہیں۔

لہٰذا مذکورہ روایت میں صرف ایک راوی ضعیف ہے اور ابن لھیعۃ کو اگرچہ لین کہا گیا تاہم وہ حسن الحدیث ہے اور باقی رواۃ ثقہ ہیں۔ چونکہ یہ حدیث دیگر احادیث سے مؤید ہے اس لئے ایک راوی کا ضعیف ہونا اصل حدیث کے ثبوت کے لئے کچھ مضر نہیں۔

۹- عن کثیر بن مرۃ الحضرمی قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ ینزل لیلۃ النصف من شعبان فیغفر فیھا الذنوب الا لمشرک او مشاحن (۲)

ترجمہ: کثیر ابن مرۃ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ

---

(۱) مجمع الزوائد ۸/۶۵

(۲) رواہ الحافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ فی مصنفہ ۱۰/۴۳۸ رقم الحدیث ۹۹۰۸، ط: ادارۃ القرآن کراتشی. وکذا اخرجہ الحافظ عبدالرزاق فی مصنفہ ۴/۳۱۷ بلفظہ ان اللہ یطلع لیلۃ النصف من شعبان الی العباد فیغفر لاھل الارض الا رجل مشرک او مشاحن. رقم الحدیث ۷۹۲۳ - ط: المجلس العلمی. والبیھقی فی شعب الایمان ۳/۳۸۱ بلفظہ فی لیلۃ النصف من شعبان یغفر اللہ عزوجل لاھل الأرض الا المشرک والمشاحن. رقم الحدیث ۳۸۳۱. ط: دار الکتب العلمیۃ وذکرہ الحافظ المنذری فی الترغیب ۴/۲۴۰. رقم الحدیث ۲۱.

نصف شعبان کی رات متوجہ ہوتے ہیں۔اس رات میں وہ گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔

حافظ منذریؒ اس حدیث کو ترغیب میں ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

رواه البيهقي وقال هذا مرسل جيد. یعنی امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کیا اور فرمایا کہ یہ مرسل جید ہے۔

۱۰-أخبرنا ابوالحسين على بن محمدبن عبدالله بن بشران قال أنبأنا ابو جعفر محمد بن عمرو الرزاز قال حدثنا محمد بن احمدالرياحى قال حدثنا جامع بن الصبيح الرملى حدثنا مرحوم بن عبدالعزيز عن داؤد بن عبدالرحمن عن هشام بن حسان عن الحسن عن عثمان بن ابى العاص عن النبى ﷺ قال اذاكان ليلة النصف من شعبان نادى مناد: هل من مستغفر فاغفرله هل سائل فاعطيه. فلايسئل احد شيئا الا أعطى .الا زانية بفرجها اومشرك (۱)

ترجمہ: عثمان بن ابی العاصؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب شعبان کی پندھرویں شب ہوتی ہے تو (اللہ تعالی کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ میں اس کی مغفرت کردوں۔ کیا کوئی ہے مانگنے والا کہ میں اسکو عطا کروں' اس وقت جو کوئی خدا سے جو کچھ مانگتا ہے اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔

(۱)رواه البيهقى فى شعب الايمان ۳۸۳/۳ .رقم الحديث ۳۸۳۶ وفضائل الاوقات ص:۱۲٤ رقم الحديث ۲۵ .وقال محققه عدنان عبدالرحمن:اسناده حسن ط:مكتبة المنارة مكة المكرمة.

حدیث عثمان ابن ابی العاص کی اسنادی حیثیت :

امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو علی ابن محمد ابن عبد اللہ ابن بشران سے روایت کیا ہے

۱-علی ابن بشران: ان کے متعلق خطیب بغدادی فرماتے ہیں :-

وكان صدوقا ثقة ثبتا حسن الاخلاق (۱)

آپ صدوق ثقہ اور ثبت راوی ہیں اچھے اخلاق والے ہیں

۲- ابو جعفر محمد بن عمرو الرزاز ۳۳۹:

ان کے متعلق حاکم فرماتے ہیں :- كان ثقة مامونا-(۲) آپ ثقہ ہیں مامون ہیں

وقال الخطيب كان ثقة ثبتا-(۳) یعنی آپ ثقہ اور ثبت راوی ہیں۔

۳-محمد بن احمد الرياحي ۲۷۶ : قال الدارقطني هو صدوق(٤)

امام دار قطنی ان کے متعلق فرماتے ہیں آپ صدوق ہیں۔

وقال الخطيب سألت عنه عبد الله بن احمد فقال صدوق. خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد ابن احمد الریاحی کے بارے میں عبد اللہ ابن احمد سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صدوق ہیں۔

۴-جامع بن الصبيح الرملي :

قال الحافظ ابن الحجر ذكره عبدالغني بن سعيد في المشتبه وقال ضعيف(٥)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ عبد الغنی ابن سعید نے "مشتبہ" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا کہ وہ ضعیف ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۱۲/۹۹، راجع للتفصيل سير أعلام النبلاء ۱۷/٤٥٠. تذكرة الحفاظ للذهبي ۳/۱۰۹۷. المنتظم لابن الجوزى ۱۵/۱٦۷ ط: دار الكتب العلمية.

(۲) سير أعلام النبلاء ۱۵/۳۸٦.

(۳) تاريخ بغداد ۳/۱۳۲. الانساب ٦/۱۰۷. شذرات الذهب ۲/۳۵۰. الوافي بالوفيات ٤/۲۹۱

(٤) تاريخ بغداد ۱/۳۷۲. سير أعلام النبلاء ۱۷/۷. الانساب ٦/۲۰۷

(۵) لسان الميزان ۲/۹۳. وذكره ابن ابي حاتم في كتابه الجرح والتعديل ۱/۱/۵۳۰ ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلا وقال: روى عنه ابو زرعه وابن معين.

۵- مرحوم ابن عبدالعزیز :-

قال الحافظ ابن الحجر ثقة من الثامنة (۱)

حافظ ابن حجر مرحوم ابن عبدالعزیز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ آٹھویں طبقہ کے ثقہ ہیں۔

امام احمد، نسائی، ابن معین نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔

٦-داؤد ابن عبدالرحمن العطار :ان کے متعلق محدثین کی رائے مندرجہ ذیل ہے :

قال ابو حاتم :لابأس به صالحاً (۲)

وقال اسحاق بن منصور عن یحی بن معین :ثقة (۳)

قال الحافظ ابن حجر :ثقة (٤)

۷-ھشام ابن حسان الازدی :ان کے متعلق عثمان بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں(۵)

وقال ابن عدی احادیثه مستقیمة ولم ار فی حدیثه منكراً (٦)

ابن عدی فرماتے ہیں کہ ھشام کی احادیث صحیح ہیں اور میں نے ان کی حدیث میں کوئی منکر نہیں دیکھا۔

قال ابو داؤد انما تکلموا فی حدیثه عن الحسن وعطاء لانه كان يرسل وكانوا يرون انه اخذ کتب حوشب (۷)

---

(۱)تقریب التهذیب ۱٦۹/۲ راجع للتفصیل سیر أعلام النبلاء ۳۳۰/۸.میزان الاعتدال ۱۲۸/٤.
الكامل لابن عدی ۳٤٤/٤.تهذیب التهذیب ۷۷/۱۰.
(۲) تهذیب الكمال فی اسماء الرجال ٤۱۵/۸
(۳) المرجع السابق .الجرح والتعدیل ٤۱۷/۲/۱
(٤)تقریب التهذیب ۲۸۱/۱
(۵)تهذیب التهذیب ۳۵/۱۱
(٦)الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ۲۵۷۲/۷.
(۷)تهذیب التهذیب ۳۵/۱۱

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ ھشام نے حسن بصری اور عطاء سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں محدثین نے کلام کیا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ھشام نے یہ روایات حوشب کی کتابوں سے لی ہیں۔

قال ابن عدی قال عرعرة قال لی جریر قاعدت الحسن سبع سنین مارأیت هشاماً عنده قط فقلت یا ابا النصر فقد حدثنا عن الحسن باشیاء وروینا‌ها عنه فعمن تراه اخذ؟ قال اراه اخذ عن حوشب (۱)

ابن عدی فرماتے ہیں کہ عرعرۃ نے فرمایا کہ مجھے جریر نے بتایا کہ میں سات سال تک حسن بصری کے پاس بیٹھا لیکن ان کے ساتھ ھشام کو کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا (یعنی عرعرۃ) ای ابو النصر (یعنی جریر) ہمیں ھشام نے حسن کی روایت سے بہت سی احادیث بیان کیں اور ہم نے ان سے روایات کی ہیں آپ کے خیال میں ہشام نے کس سے یہ احادیث حاصل کیں؟ تو جریر نے فرمایا میرے خیال میں حوشب سے حاصل کیں۔

لہٰذا امام ابو داؤد اور عرعرۃ کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ ہشام ابن حسان نے حسن بصری سے بلاواسطہ حدیث روایت نہیں کی۔ بلکہ درمیان میں ایک راوی کا واسطہ ہے۔ جس کو ہشام نے سند میں ذکر نہیں کیا۔ اصول حدیث کی اصطلاح میں اسی کو تدلیس کہا جاتا ہے۔ اور حضرات محدثین کے یہاں ثقہ راوی کی تدلیس مقبول ہے۔ جیسا کہ تدریب الراوی میں ہے۔

وعبارة البزار من کان یدلس عن الثقات کان تدلیسه عند اهل العلم مقبول (۲)

---

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ۷/ ۲۵۷۰. سیر اعلام النبلاء ۶/ ۳۵۵. میزان الاعتدال ۴/ ۲۹۵. تاریخ الاسلام ۶/ ۱۴۴. شذرات الذهب ۱/ ۲۱۹

(۲) تدریب الراوی للإمام جلال الدین السیوطی ۱/ ۲۲۹ ط: داراحیاء السنة النبویة کذا فی قواعد فی علوم الحدیث ص: ۱۵۹

۸-الحسن بن ابی الحسن البصری :

آپ مشہور تابعی ہیں۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔کہ آپ نے حضرت علی حضرت طلحہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی رویت حاصل کی۔اور ثوبان عمار ابن یاسر عثمان بن ابی العاص اور معقل بن سنان وغیرہ سے حدیث روایت کی۔لیکن ان سے سماعت نہیں کی۔(۱)

وقال العجلی تابعی ثقة رجل صالح صاحب سنة (۲)

عجلی نے فرمایا آپ تابعی' ثقہ' نیک آدمی ہیں'سنت پر عمل کرنے والے ہیں۔

وقال البزار فی مسنده : لم یسمع من ابن عباس ولا الاسود ولاعبادة ولاعثمان الخ.(۳)

بزاز نے اپنی مسند میں فرمایا کہ حسن بصری نے ابن عباس اسود عبادہ اور عثمان ابن ابی العاص سے سماعت حاصل نہیں کی۔

وقال الحافظ ابن حجر ثقة فقیه مشهور و کان یرسل ویدلس (٤)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حسن بصری ثقہ ہیں مشہور فقیہ ہیں اور ارسال اور تدلیس کرتے ہیں۔

بزار اور حافظ ابن حجر کے قول سے معلوم ہوا کہ حسن بصری نے عثمان ابن ابی العاص سے مشافہۃً روایت نہیں کی بلکہ آپ نے ان سے تدلیساروایت کی'چونکہ حسن بصری ثقہ بہر اوی اور مشہور تابعی ہیں اس لئے آپ کی تدلیس مقبول ہو گی۔

۹-عثمان ابی العاص الثقفی :

آپ مشہور صحابی ہیں۔حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں آپ کا انتقال ہوا (٥)

---

(۱) تهذیب التهذیب ۲۳۱/۲ .سیر أعلام النبلاء ٥٦٣/٤.
(۲)تهذیب التهذیب ۲۳۳/۲.
(۳)تهذیب التهذیب ۲۳٥/۲
(٤)تقریب التهذیب ۲۰۲/۱
(٥)الاصابه فی تمیز الصحابه ۲۲۱/٤ .تهذیب التهذیب ۱۱۷/۷.

مذکورۃ تفاصیل سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حدیثِ عثمان ابن ابی العاصؓ کی سند میں جامع ابن الصبیح الرملی کے علاوہ باقی تمام روات ثقہ اور معتبر ہیں۔ اس سند میں صرف ایک راوی ہے جو ضعیف ہے۔ مگر چونکہ اس حدیث کو دیگر شواہد کے ذریعہ تائید حاصل ہے اس لئے ایک راوی کے ضعیف ہونے سے اصل حدیث کے ثبوت پر کچھ اثر نہیں پڑتا بلکہ تعدد طرق کی وجہ سے اس جیسی حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔ محقق عدنان عبد الرحمن نے عثمان ابن ابی العاصؓ کی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۱- عن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها. فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا من مستغفر لى فاغفرله الا مسترزق فارزقه الا مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر (۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندھرویں شب ہو تو رات کو قیام کرو اور اگلے دن کا روزہ رکھو اسلئے کہ اس میں اللہ جل شانہ سورج غروب ہو جانے کے بعد آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں (یعنی اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں) اور فرماتے ہیں کہ ہے کوئی معافی مانگنے والا جس کو میں معاف کروں ہے کوئی رزق مانگنے والا جس کو میں رزق عطا کروں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ جسے میں مصیبت سے نجات دوں۔ کیا کوئی فلاں فلاں چیز مانگنے والا ہے؟ اسی طرح طلوع فجر تک فرماتے رہتے ہیں۔

---

(۱) رواه لامام ابن ماجه فى سننه ص: ۹۹ باب ماجاء فى ليلة النصف من شعبان ،اخرجه الامام البيهقى فى شعب الايمان ۳۷۹/۳ .رقم الحديث ۳۸۲۲ وفضائل الاوقات رقم الحديث ۳۳ بلفظه اذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلتها وصوموا يومها فان الله تعالى يقول الا من مستغفر فاغفرله الا من مسترزق فارزقه الا من سائل فاعطيه الا كذا حتى يطلع الفجر ط:دارالكتب العلمية. كذا اخرجه الامام البوصيرى فى مصباح الزجاجة ۴۴۶/۱ رقم الحديث ۴۸۶ ط: مطبعة حسان القاهرة.

حدیث علی کی اسنادی حیثیت :

اس روایت کے رواۃ مندرجہ ذیل ہیں :

۱- حسن ابن علی الخلال سنہ ۲۴۲ھ:

امام نسائی کے علاوہ اصحاب صحاح میں سے ہر ایک نے آپ سے حدیث حاصل کی۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور حافظ الحدیث تھے۔ یعقوب ابن شیبہ فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور ثبت راوی ہیں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں۔ (۱)

۲- عبدالرزاق ابن همام ابن نافع سنہ ۲۱۱ھ:

آپ سے اصحاب صحاح ستہ میں سے ہر ایک نے روایت لی ہے۔ آپ ابن جریج اوزاعی، مالک، سفیان ثوری وغیرہ جیسے ائمہ کے شاگرد ہیں۔ علی ابن المدینی سے روایت ہے کہ ہشام ابن یوسف نے فرمایا عبدالرزاق ہم میں سے زیادہ عالم اور زیادہ حافظ ہیں۔ احمد ابن حنبل سے روایت ہے کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ ثبت راوی ہیں۔ (۲)

۳- ابن ابی سبرۃ سنہ ۱۶۲ھ :

حافظ ذہبیؒ نے ان کا ترجمہ ان الفاظ سے شروع فرمایا :

الفقیه الکبیر قاضی العراق ابو بکر ابن عبدالله ابن محمد ابن ابی سبرة الخ.

ابن ابی سبرہ بڑے فقیہ اور عراق کے قاضی ہیں۔

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ آپ اہل مدینہ کے مفتی تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آپ ضعیف الحدیث تھے۔ امام نسائیؒ نے فرمایا کہ آپ متروک الحدیث ہیں۔

---

(۱) راجع للتفصیل تقریب التهذیب ۲۰۷/۱ تهذیب التهذیب ۳۰۲/۲ سیر أعلام النبلاء ۵۹۳/۱۷ .تاریخ بغداد ۴۲۵/۷ .تذکرة الحفاظ ۱۱۰۹/۳ .المنتظم ۱۳۲/۸ .

(۲) سیر أعلام النبلاء ۵۶۳/۹ .تذکرة الحفاظ ۳۶۴/۱ .الکامل ۶۴۰/۴ .تهذیب التهذیب ۲۷۸/۶ .

عبداللہ اور صالح اپنے باپ امام احمدؒ روایت کرتے ہیں کہ آپ وضع حدیث کرتے تھے۔ لیکن یہ باتیں مبالغہ سے خالی نہیں کیونکہ حضرات محدثین کے یہاں یہ مسلم اصول ہے کہ جرح مبہم یعنی تفصیل کے بغیر اگر کسی محدث پر جرح کی جائے تو قابل قبول نہیں ہوتی جب تک کہ اس جرح پر کوئی دلیل پیش نہ کی جائے۔(۱)

ابن ابی سبرۃ کے متروک الحدیث یا واضعِ حدیث ہونے پر محدثین میں سے کسی نے بھی تفصیل بیان نہیں کی یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ جیسے نقاد نے ابن ابی سبرۃ کو صرف ضعیف کہا ہے۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ آپ حافظہ میں کمزوری کی وجہ سے ضعیف الحدیث ہیں۔(۲) اور یہی صحیح اور فیصلہ کن بات ہے۔

٤ – ابراهيم ابن محمد :

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر اور امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کا تذکرہ فرمایا۔ دونوں میں سے کسی نے بھی انہیں ضعیف نہیں کہا(۳)

حافظ ابن حجر ان کے بارے میں فرماتے ہیں :

ابراهيم ابن محمد بن معاوية ابن عبدالله بن جعفر صدوق من السادسة (٤)

ابراہیم ابن محمد ابن معاویۃ ابن عبداللہ ابن جعفر چھٹے طبقہ کے صدوق میں سے ہیں۔

٥ – معاوية ابن عبدالله بن جعفر :

امام نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایات لی ہیں۔ حافظ عجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے

---

(١) كما قال العلامة عبدالحى اللكنوى فى كتابه الرفع والتكميل ص: ٤١ :وفى المنار :الطعن المبهم من ائمة الحديث بان يقول هذا الحديث غير ثابت او منكر او مجروح او راويه متروك الحديث لايجرح الراوى. فلا يقبل الا اذا وقع مفسرا بما هو جرح متفق عليه.

(٢) سير أعلام النبلاء ٧/ ٣٣٠. تهذيب التهذيب ١٢/ ٢٧. ميزان الاعتدال ٤/ ٥٠٣. العقد الثمين ٨/ ١٣

(٣) التاريخ الكبير للامام البخارى ١/ ١/ ٣١٨. ميزان الاعتدال ١/ ٦٢

(٤) تقريب التهذيب ١/ ٦٥. تهذيب الكمال ٢/ ١٩٣

ابن حبان نے بھی انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ چوتھے درجہ کے مقبول راوی ہیں۔(۱)

٦- عبدالله ابن جعفر :

آپ کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی آپ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے۔ کتب تاریخ میں آپ کے بے شمار فضائل و مناقب آتے ہیں۔(۲)

٧- علی ابن ابی طالب رضی الله عنه:

جلیل القدر صحابی ہیں۔ خلفاء راشدین میں سے ایک ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی اس روایت میں ابن ابی سبرة کے علاوہ باقی رواۃ ثقہ ہیں صرف ابن ابی سبرۃ کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ لہذا اس حدیث کو زیادہ سے زیادہ ضعیف کہا جاسکتا ہے۔ بعض محدثین نے ابن ابی سبرۃ پر وضع حدیث کا جو الزام لگایا اس پر بنا کر کے اس حدیث کو موضوع نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ابن ابی سبرۃ پر وضع حدیث کا الزام درست نہیں۔ ابن ابی سبرۃ کے متعلق صحیح اور فیصلہ کن قول وہی ہے جس کو ہم نے حافظ ذہبی سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ قوت حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام زرقانیؒ نے حضرت علیؓ کی اس روایت کے متعلق فرمایا کہ اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس کے رواۃ نہ کذاب ہیں اور نہ ہی اس میں کوئی وضع کرنے والا ہے۔ بلکہ اس کے لئے دیگر شواہد موجود ہیں۔ جو اس کے اصل کے ثبوت پر دلالت کرنے والے ہیں۔

---

(۱) تقريب التهذيب ۱۹٦/۲ . تهذيب التهذيب ۱۹۱/۱۰

(۲) الاصابه في تمييز الصحابه ۲۸۹/۲ . العقد الثمين ۱۲۰/٥ . التاريخ الكبير ۷/٥ . سير أعلام النبلاء ٤٥٦/۳ . تهذيب التهذيب ۱۷۰/٥ .

جیسا کہ شرح الموھب اللدنیہ میں ہے:

وفی سنن ابن ماجه باسناد ضعیف عن علی رضی الله عنه مرفوعا کما جزم به المنذری والعراقی مبینا وجه ضعفه لکن لیس فیه کذاب ولا وضاع وله شواهد تدل علی اصله (۱)

اسی طرح علامہ عراقیؒ نے بھی حضرت علیؓ کی اس روایت کو صرف ضعیف کہا ہے موضوع نہیں کہا۔ چنانچہ موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

ولابن ماجه من حدیث علی اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها .واسناده ضعیف (۲)

۱۲ قال عبدالرزاق اخبرنی من سمع ابن البیلمانی یحدث عن ابیه عن ابن عمر رضی الله عنه قال :خمس لیال لایرد فیهن الدعاء' لیلة الجمعة واول لیلة من رجب 'ولیلة النصف من شعبان ' ولیلتا العید .(۳)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی 'اور وہ جمعہ کی رات 'رجب کی پہلی رات 'شعبان کی نصف شب 'اور عیدین کی دونوں راتیں ہیں۔

حافظ عبدالرزاق نے اس روایت کو ابن البیلمانی اور اس کے والد سے نقل کیا ہے۔ ابن البیلمانی اور اس کے والد کے متعلق محدثین کی آراء مندرجہ ذیل ہیں۔

---

(۱)شرح المواهب اللدنیة ۴۱۲/۷

(۲)تخریج احادیث احیاء علوم الدین للحافظ العراقی ۵۱۸/۱-

(۳) أخرجه عبدالرزاق ۳۱۷/۴ -کتاب الصیام باب النصف من شعبان وأخرجه البیهقی فی شعب الایمان ۱۳/۲ .باب الصیام فی لیلة العید وفضائل الأوقات :ص:۳۱۲ باب فی فضل العید رقم الحدیث ۱۴۹-

١. محمد ابن عبدالرحمن البیلمانی:

ان کے متعلق امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ضعیف ہیں، حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ ساتویں طبقہ کے ضعیف ہیں(١)

٢. عبدالرحمن البیلمانی:-

قال الدار قطنی ضعیف لاتقوم به حجة.

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ضعیف ہیں، آپ سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ آپ "لین" ہیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ آپ تیسرے طبقہ کے ضعیف ہیں (٢)

لہذا سند کے لحاظ سی اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے مگر فضائل میں اس کے معتبر ہونے میں کسی قسم کا اشکال نہیں۔

مندرجہ بالا تمام تفاصیل سے جوبات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ شبِ برأت سے متعلق وارد احادیث مختلف ہیں کچھ تو درجہ حسن کی ہیں، کچھ مرسل ہیں اور کچھ احادیث ضعیف بھی ہیں لیکن یہ تمام روایات حضرات محدثین کی اصطلاح کے مطابق مجموعی لحاظ سے درجہ صحیح اور حسن تک پہنچ جاتی ہیں اور اسی سے شب برأت کی اصلیت اور بنیاد ملتی ہے جس کا انکار سوائے کسی متعنت کے مشکل ہے، محدثین کرام نے اگرچہ بعض روایات کی سند پر نقد و جرح کی ہے مگر انہیں بالکل بے بنیاد نہیں فرمایا جب کہ ان روایات کی تائید میں دیگر شواہد و متابعات بھی موجود ہیں اس لئے اس قسم کی نقد و جرح اصل حدیث اور اس کے حکم کے ثبوت کے لئے مانع نہیں بن سکتی۔

علاوہ ازیں اس رات کی فضیلت کے سلسلے میں وارد احادیث فضائلِ اعمال

---

(١) تقریب التهذیب ١٠٣/٢ -تهذیب التهذیب ١٣٦/٦-

(٢) تقریب التهذیب ٥٦٣/١ -تهذیب التهذیب ١٣٦/٦-

سے متعلق ہیں، اصول حدیث کی رو سے اس میں تساہل کی گنجائش ہے۔

لہٰذا مذکورہ تحقیق و تنقید کے بعد بھی احادیث شب برأت صحیح و حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں اور وہ قابل احتجاج ہیں جس کے بعد آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دینا کہ "شب براءت سے متعلق روایات موضوع اور شدید قسم کی ضعیف ہیں شب برأت کی فضیلت و حکم کی کوئی اصلیت نہیں" سراسر غلط بیانی ہے، احادیثِ صحیح و حسن کی حیثیت پر کاری ضرب ہے۔

الغرض فضیلت شب برأت سے متعلق راویات مجموعی حیثیت سے صحیح اور قابل اعتبار ہیں اور انہی روایات سے شب برأت کی اصلیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ حافظ محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم المبارکفوری فرماتے ہیں

اعلم انه قدورد فی فضیلة لیلة النصف من شعبان عدة احادیث مجموعها یدل علی ان لها اصلاً فمنها حدیث الباب و منها حدیث عائشةؓ و منها حدیث معاذؓ ...... و منها حدیث عبدالله بن عمروؓ و منها حدیث علیؓ الخ

فهذه الا حادیث بمجموعها حجة علی من زعم انه لم یثبت فی فضیلة النصف من شعبان شئ (۱)

(ترجمہ) بیشک شب برأت کی فضیلت کے سلسلے میں متعدد احادیث مروی ہیں، جو مجموعی حیثیت سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (شریعت میں) اس کی اصل ہے ان احادیث میں سے حضرت عائشہؓ کی حدیث، حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث، حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث حضرت علیؓ کی حدیث ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس رات کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں، مجموعی لحاظ سے یہ احادیث ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں"

---

(۱) تحفة الاحوذی شرح جامع الترمذی للحافظ عبدالرحمن المبارکفوری (۱۳۵۳) ۴۴۲/۳-ط: دارالفکر

محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں

ان هذه الليلة ليلة البراء ة وصح الروايات فى فضل ليلة البراء ة (۱)

یہ لیلۃ البرأت ہے اوراس رات کی فضیلت کے سلسلے میں روایات صحیح ہیں۔

محقق ناصر الدین البانی نے شب برأت سے متعلق روایات کو جمع کر کے ان کی اسنادی حیثیت کو اجاگر کیا ہے، بحث کے اختتام پر انہوں نے مجموعی لحاظ سے جوبات ثابت کی ہے اسے قارئین کے سامنے نقل کیا جارہا ہے۔

موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

وجملة القول ان الحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب والصحة تثبت باقل منها عدداً ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشان فى هذا الحديث .

فما نقله القاسمىؒ فى اصلاح المساجد عن اهل التعديل و التجريح انه ليس فى فضل ليلة النصف من شعبان حديث يصح فليس ممانبغى الاعتماد عليه (۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام طرق کے سبب یہ حدیث (شب برأت کے متعلق) بلاشک وشبہ صحیح ہے اور صحت حدیث توان طرق سے بھی کم سے ثابت ہوتی ہے جب تک کہ وہ شدید ضعف سے سلامت رہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کا معاملہ ہے (کہ اس کا ضعف شدید نہیں ہے لہذا یہ تعدد طرق کی وجہ سے صحیح ہے)

قاسمیؒ نے اصلاح المساجد میں اہل تعدیل و تجریح سے جوبات نقل کی ہے "کہ شب برأت کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں" اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا

---

(۱) العرف الشذى شرح جامع الترمذى (۱۵۶)
(۲) سلسلة الاحاديث الصحيحة للشيخ ناصر الدين الالبانى (۱۳۸/۳)

مذکورہ نصوص اور نقول کی روشنی میں امت کے جمہور اسلاف شب برأت کی فضیلت کے قائل رہے ہیں اور اس پر عمل پیرا بھی رہے ہیں وہ حضرات اس رات کو نہایت بزرگ اور عظمت والی رات سمجھتے تھے' اس رات کی آمد کے وہ بے حد منتظر رہتے تھے تاکہ پوری رات عبادت خداوندی میں گزار سکیں' لیکن جہاں اسلاف اس رات کی فضیلت اور اس رات کی شب بیداری کے قائل تھے' وہاں اس رات میں ہونے والے منکرات' بدعات اور رسومات کے بھی سخت مخالف تھے' انہوں نے اس رات کی گڑھی ہوئی خرافات کی ایک ایک کر کے نشاندہی کی ہے اور امت کو ان غیر شرعی امور سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ علامہ ابن الحاج المالکیؒ شب برأت کے متعلق اسلاف کا نظریہ اور اس رات میں ان کا معمول بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ولاشك انها ليلة مباركة عظيمة القدر عند الله تعالىٰ و بالجملة فهذه الليلة وان لم تكن ليلة القدر فلها فضل عظيم و خير جسيم' وكان السلف رضى الله عنهم يعظمو نها و يشمرون لها قبل اتيا نها فما تا تيهم الا وهم متأهبون للقانها والقيام بحرمتها ...... هذا هو التعظيم لهذه الليلة (۱)

"اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عظمت والی ہے' ہمارے اسلاف اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس (کی عبادت کے لئے) تیاری کرتے تھے' جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حرمت و عظمت بجالانے کے لئے مستعد رہتے تھے اور یہی اس رات کی تعظیم ہے"

---

(۱) المدخل للامام ابى عبدالله محمد بن العبدرى (المتوفى ۷۳۷) المالكى الشهير بابن الحاج (۲۹۹/۱) باب ليلة النصف من شعبان ط دار الفكر

شب برأت سے متعلق مختلف بدعات اور رسومات کی تردید کرتے ہوئے موصوف رقم طراز ہیں۔

لکن هذه الليلة زادت فضيلتها و مقتضى زيادة الفضيلة زيادة الشكر اللائق بها من فعل الطاعات وانواعها فبدل بعضهم مكان الشكر زيادة البدع فيها

الا ترى ما فعلوه من زيادة الوقود الخارج الخارق حتى لا يبقى فى الجامع قنديل ولا شئ مما يوقد الا او قدوه حتى انهم جعلوا الحبال فى الا عمدة و علقوا فيها القناديل واو قدوها ' و زيادة الوقود فيه تشبه بعبدة النار فى الظاهر وان لم يعتقد واذلك لان عبدة النار يوقدونها (۱)

لیکن اس رات کی فضیلت زیادہ ہے' جس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس رات میں ہر قسم کی طاعت اور عبادت وغیرہ کرکے اس کے شایان شان کے مطابق زیادہ سے زیادہ شکریہ ادا کیا جائے' مگر بعض لوگوں نے شکریہ کے مقام کو کثرت بدعت سے تبدیل کردیا (اور شکر کے جائے اس میں بدعات اور خرافات کی زیادتی کی)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ عادت و دستور کے خلاف حد سے زیادہ چراغاں کرتے ہیں یہاں تک کہ جامع مسجد میں کوئی چراغ اور بتیاں وغیرہ موجود نہیں ہوتیں مگر اس کو روشن کرتے ہیں' یہاں تک کہ یہ لوگ ستونوں میں رسیوں سے پھندے بناتے ہیں اور اس پر چراغ اور قندیلوں کو لٹکاتے ہیں اور ان کو روشن کرتے ہیں۔

اور حد سے زائد چراغاں کرنا ظاہری طور پر آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے اگرچہ یہ لوگ آتش پرستی کا اعتقاد نہیں رکھتے' کیونکہ آتش پرست مجوسی لوگ حد سے زیادہ چراغاں کرتے ہیں۔

---

(۱) المدخل لا بن الحاج (۱/۳۰۸)

فقہا کرام کی تصریحات :

مختلف مذاہب کے علماء اور فقہا کرام کی تصریحات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ شب برات کا قیام یعنی رات کو جاگ کر عبادت خداوندی میں مشغول ہونا مستحب ہے، چنانچہ فقہ حنبلی کے مشہور فقیہ علامہ شیخ منصور بن یونس البہوتی "تحریر فرماتے ہیں۔

اما ليلة النصف من شعبان ففيها فضل و كان السلف من يصلى فيها لكن الا جتماع فيها لا حياء ها فى المساجد بدعة، و فى استحباب قيامها اى ليلة النصف من شعبان ما فى احياء ليلة العيد (۱)

بہر حال نصف شعبان (شب برأت) کے بارے میں بہت سے فضائل ہیں، سلف صالحین اس رات کو نماز پڑھتے تھے لیکن اس رات کے قیام کے لئے مسجدوں میں جمع ہونا بدعت ہے نصف شعبان کی رات کو بیدار رہ کر عبادات میں مشغول رہنے کے وہی فضائل ہیں جو عیدین کی رات کے ہیں۔

علامہ ابو اسحٰق ابن المفلح (۸۸۴) فرماتے ہیں

ويستحب احياء ما بين العشائين للخبر، قال جماعة، و ليلة عاشوراء و ليلة اول رجب و ليلة نصف شعبان (۲)

مغرب اور عشاء کے درمیان بیدار رہ کر عبادات میں مشغول ہونا مستحب ہے حدیث کی وجہ سے (یعنی اس کے متعلق حدیث وارد ہوئی ہے) ایک جماعت نے فرمایا۔ عاشوراء کی رات، رجب کی پہلی رات اور نصف شعبان کی رات عبادت کرنا مستحب ہے۔

---

(۱) كشاف القناع عن متن الا قناع للشيخ العلامة فقيه الحنابلة منصور بن يونس البيهقي (۱ / ٤٢٠) قبيل فصل سجدة التلاوة، ط عالم الكتب

(۲) المبدع شرح المقنع للشيخ ابى اسحق برهان الدين ابراهيم ابن المفلح (۲/ ۳۳) باب صلوة التطوع، ط دار الكتب العلمية

فقہ حنفی کے امام محمد بن علی الحصفکی (۱۰۸۸) فرماتے ہیں

و من المندو بات رکعتا السفر والقدوم منه و احیاء لیلتی العیدین و النصف من شعبان والعشر الاخیر من رمضان والاول من ذی الحجة (۱)

سفر سے پہلے دو رکعت اور سفر سے واپس آ کے دو رکعت پڑھنا اور دونوں عیدین کی رات میں 'شعبان کی پندرہویں رات میں رمضان کی آخری دس راتوں اور ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں شب بیداری کرنا مستحبات میں سے ہے۔

نیز علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰) فرماتے ہیں-:-

ومن المندوبات احیاء لیالی العشر من رمضان و لیلتی العیدین و لیالی عشر ذی الحجة و لیلة النصف من شعبان کما وردت به الآثار (۲)

اور مستحبات میں سے ہے رمضان کی آخری دس راتوں میں 'عیدین کی راتوں میں 'ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں اور شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرنا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی (۱۰۶۹) فرماتے ہیں

و ندب احیاء لیلة النصف من شعبان (۳)

نصف شعبان کی شب بیداری کرنا مستحب ہے۔

ہمارے اکابرین کی تحقیق :-

مذکورہ احادیث نبویہ اور نصوص فقہیہ کی رو سے ہمارے اکابرین کی تحقیق یہی ہے کہ شب برأت کی رات فضیلت و برکت اور عظمت والی رات ہے 'اس رات کو بارگاہ

---

(۱) الدر المختار للامام محمد بن علی الحصفکی الحنفی (۲/۲۴'۲۵) باب الوتر والنوافل' ط ایچ ایم سعید کراتشی

(۲) البحر الرائق للعلامه ابن نجیم الحنفی المصری (۲/۵۲) باب الوتر والنوافل

(۳) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح (ص ۳۲۵) فصل تحیة المسجد وصلاة الضحی واحیاء اللیالی' ط نور محمد کراتشی

الہی میں سربسجدہ ہو کر عبادات میں گزار دینا نہایت سعادت کا کام ہے، مگر انہوں نے اس رات میں ہونے والی رسومات اور خرافات کی سختی سے تردید کی ہے اور مسلمانوں کو ان غیر شرعی امور سے بچنے کی تنبیہ فرمائی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب "ما ثبت بالسنة فی أيام السنة" میں چند احادیث اور بعض تابعین کے اقوال و عمل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"پس احادیث سابقہ کی بناء پر اس رات میں شب بیداری کرنا مستحب ہے اور فضائل میں ان جیسی احادیث پر عمل کیا جاتا ہے" (۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تحریر فرماتے ہیں

"شب برات کی اتنی اصل ہے کہ پندرھویں رات اور پندرھواں دن اس مہینے کا بہت بزرگی اور برکات کا ہے، ہمارے پیغمبر ﷺ نے اس رات کو جاگنے کی اور دن کو روزہ رکھنے کی رغبت دلائی ہے، اور اس رات میں آپ ﷺ نے مدینہ کے قبرستان جاکر مردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے اس سے زیادہ جتنے بکھیڑے لوگ کررہے ہیں اس میں حلوے کی قید لگا رکھی ہے اور اس طریقے سے فاتحہ دلاتے ہیں اور خوب پابندی سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب واہیات ہیں (۲)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رقم طراز ہیں

ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے اس رات میں اعمال ذیل مسنون ہیں۔

(۱) رات کو جاگ کر نماز پڑھنا اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہنا

---

(۱) ما ثبت بالسنة فی ايام السنة ص ۳٦٠
(۲) بهشتی زيور ٦/ ٦١

(۲) اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عاقبت اور اپنے مقاصد دارین کی دعا مانگنا" (۱)

شب برات کے لئے کوئی عمل مخصوص نہیں :

چونکہ اس رات میں بندوں پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور گناہ گاروں کے لئے عام معافی کا اعلان ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسی رحمت و مغفرت پر مشتمل رات کو غنیمت جانتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کریں نئی ایجادات اور خرافات سے احتراز کر کے اپنے طبعی نشاط کے مطابق جس طرح عبادات کر سکیں کریں نفلی نماز پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، ذکر کریں تسبیح پڑھیں، درود شریف پڑھیں، دعائیں کریں غرضیکہ یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جاسکتی ہیں

چنانچہ علامہ حسن بن عمار الشرنبلالیؒ فرماتے ہیں

و معنى القيام ان يكون مشتغلا معظم الليل بطاعة و قيل بساعة منه يقرأ او يسمع القرآن او الحديث او يسبح او يصلي على النبي ﷺ (۲)

شب بیداری کا مطلب یہ ہے کہ اس رات کے اکثر حصہ میں اور ایک قول کے مطابق کچھ حصہ میں قرآن وحدیث کے پڑھنے یا سننے میں مشغول رہے یا تسبیح پڑھتا ہے یا نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔

الغرض شریعت کی طرف سے اس رات میں شب بیداری کے لئے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں اسی طرح اس رات کے لئے کوئی خاص طریقہ کی نماز بھی مشروع نہیں، بعض لوگوں میں بارہ رکعت اور سو رکعت والی نماز کے متعلق جو بات مشہور ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اس رات کی نماز کی

---

(۱) فضائل و احکام شب براء ت ص ۸
(۲) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۳۲۶

مخصوص فضیلت کے متعلق جتنی روایات اور نقول آئی ہیں یہ سب موضوع اور من گھڑت ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابو الفرج ابن الجوزی (۵۹۷ھ) "باب ذکر صلوات اشتہر بذکرھا القصاص، واشھرت بین العوام ولا اصل لھا" کے تحت شب برأت کی نماز کی فضیلت سے متعلق متعدد طرق سے مروی احادیث کوذکر کر کے آخر میں رقم طراز ہیں:-

هذا حديث لا شك انه موضع، و جمهور رواته فى الطرق الثلاثة مجاهيل و فيهم ضعفاء والحديث محال قطعاً (١)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اوراس کے تین طرق میں تمام رواۃ مجہول ہیں اوران میں ضعیف بھی ہیں اور یہ حدیث یقیناً محال ہے۔

بعض بزرگوں سے منقول خاص اعمال کی حقیقت:

یہاں یہ بات قابل وضاحت ہے کہ اللہ کے بعض بندوں سے جو خاص خاص قسم کے نوافل اور عملیات منقول ہیں یہ ان کی اپنی رائے اور خیالات ہیں شریعت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے بدون شرعی امر سمجھ کر بزرگوں کے عمل سمجھ کر کوئی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ بزرگوں سے منقول نوافل وغیرہ کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ یہ جو بعض اوراد کی کتابوں میں پندرہویں شب میں خاص نوافل پڑھنے کو لکھ دیا ہے یہ کوئی قید نہیں، جو چیز شرعاً بے قید ہے اس کو بے قید ہی رکھو حدیث میں نوافل کی کوئی قید نہیں آئی بلکہ جو عبادت آسان ہو وہ کرلو اس میں نوافل بھی آگئے اوروہ بھی کسی ہیئت کے ساتھ نہیں۔

---

(١) كتاب الموضوعات للعلامة الامام ابى الفرج عبدالرحمن بن على بن الجوزى القرشى (١٢٧/٢، ١٢٩) ط دار الفكر راجع للتفصيل مرقات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح (١٩٧/٣)

باقی بزرگوں کے کلام میں جو خاص ہیئت کے نوافل کا ذکر آیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ کسی بزرگ نے کسی مرید کے لئے اس کی خاص حالت کے اقتضاء سے اس کو تجویز کیا ہو گا اور اس کے حق میں یہی مصلحت ہو گی اب اس کو عام کر لینا یہ بدعت ہے باقی بزرگوں کو برا نہ کہے"(۱)

واضح رہے کہ اس رات میں شب بیداری اور عبادت کرنا ایک مستحب عمل ہے، مستحب عمل کو درجہ استحباب تک رکھنا چاہئیے اس سے بڑھ کر اس کو درجہ واجب یا لزوم کا دینا درست نہیں ہے بلکہ بدعت ہے

اور یہ کہ اس رات میں شب بیداری اگر تنہا کی جائے تو افضل ہے اس کے لئے لوگوں کو مساجد میں جمع کرنا' پابندی کے ساتھ شرکت کے لئے لوگوں کو دعوت دینا اور شبینہ وغیرہ کا اہتمام کرنا فقہاء کرام کے یہاں مکروہ بلکہ بدعت ہے' جیسا کہ چند صفحات پہلے فقہ حنبلی کے مشہور فقیہ شیخ منصور بن یونس البہوتیؒ کے حوالے سے ذکر کیا گیا کہ آپ نے فرمایا

لکن الاجتماع فیھا لا حیاء ھا فی المساجد بدعة (۱)

شب براءت کی شب بیداری کے لئے مسجدوں میں اجتماع کرنا بدعت ہے۔

فقہ حنفی کے عالم علامہ ابن نجیم رقم طراز ہیں۔

و یکرہ الا جتماع علی احیاء لیلة من ھذہ اللیالی فی المساجد (۲)

مذکورہ راتوں کی شب بیداری کے لئے مساجد میں اجتماع کرنا مکروہ ہے۔

اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو اس مبارک رات میں تنہائی اور خلوت میں بلانا چاہتے ہیں تاکہ بندہ اپنے رب کے ساتھ براہ راست رابطہ قائم کر سکے' تنہائی میں بیٹھ کر اپنے سابقہ گناہوں

---

(۱) حقیقت عبادت ـ ص: ٤٦٦
(۱) کشاف القناع عن متن الاقناع للبھوتی (۱/٤٢٠)
(۲) بحر الرائق (۲/٥٢)

سے توبہ واستغفار کرلے اوراپنے کو معصیت کی گندگی سے پاک وصاف کرلے، رحمت و مغفرت کی جھولی سے اپنے دامن کو بھرلے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر یہ ایک زبردست انعام اور عظیم نعمت ہے، لیکن بندہ شکرادا کرنے کے بجائے اس نعمت کی بے قدری کرتا ہے خلوت کو جلوت میں تبدیل کرتا ہے تنہائی کی بجائے اجتماع میں شرکت کرتا ہے غالباً اس حقیقت کے پیش نظر امت کے ارباب علم و دانش نے فضیلت کی راتوں اور نفلی عبادتوں میں جماعت اور اجتماع کو مکروہ قرار دیا ہے۔

پندرہویں شعبان کے روزہ رکھنے کا حکم:

ہم نے پچھلے صفحات میں حضرت علیؓ کی روایت "اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها" کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ حدیث شریف میں پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنے کا ذکر بھی آیا ہے، اور حضرات محدثین کے حوالہ سے تحریر کیا تھا کہ یہ روایت موضوع ہے نہ شدید قسم کی ضعیف، بلکہ محدثین نے صرف ایک راوی کے قوت حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور فضائل اعمال میں ان جیسی ضعیف احادیث کا معتبر ہونا بھی مسلم ہے، لہٰذا حضرت علیؓ کی روایت کے پیش نظر پندرہویں شعبان کے دن روزہ رکھنا مستحب معلوم ہوتا ہے۔

علامہ زرقانی مالکیؒ نے مذکورہ حدیث کے تحت شعبان کے پندرہویں دن روزہ رکھنا مستحب فرمایا ہے۔

اذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها اى احيوه بالعبادة وانصبوا اقدامكم لله قانتين، و صوموا نهارها استحباباً فيهما" (۱)

"جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو یعنی اس رات کو

---

(۱) شرح المواهب اللدنية (۷/ ٤١٢)

عبادت کے ذریعہ زندہ کرو اور خاموشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طاعات کے لئے اپنے قدموں کو اٹھاؤ اور اس دن کا روزہ رکھو کیونکہ رات کی شب بیداری کرنا اور دن کو روزہ رکھنا مستحب ہے"

شیخ مرادوی الحنبلی (۸۸۵ھ) تحریر فرماتے ہیں

"قال ابن الجوزی فی کتاب اسباب الهدایة یستحب صوم الاشهرا لحرام و شعبان کله' وهو ظاهر ماذکره المجد فی الا شهر الحرام و جزم به فی المستوعب وقال : آکد شعبان یوم النصف" (۱)

"شیخ ابن الجوزی نے کتاب اسباب الہدایہ میں فرمایا کہ اشہر حرام اور پورے شعبان کے روزے مستحب ہیں اور شیخ مجد نے بھی اشہر حرام کے بارے میں یہی ذکر کیا ہے 'المستوعب میں بھی یہی لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ شعبان کے روزوں میں سے پندرہویں شعبان کا روزہ زیادہ مؤکد ہے"

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :-

"پندرہویں تاریخ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے" (۲)

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ شب برأت کے اعمال مسنونہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اس کی صبح کو یعنی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا" (۳)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں

"ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے

---

(۱) الانصاف للامام علاء الدین ابی الحسن علی بن سلیمان بن احمد المرداوی الحنبلی (۸۸۵ھ) (۳/ ۳۱۳) کتاب الصیام' ط دار الکتب العلمیه

(۲) زوال السنة ص: ۱۰

(۳) فضائل و احکام شب برات ص ۸-

روزہ کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں' البتہ یہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو' پس پندرہویں تاریخ شعبان کا روزہ مستحب ہے اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں"(۱)

پندرہویں شعبان کی رات کو قبرستان جانے کا حکم:

حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوا کہ شب برأت کے موقع پر آپ ﷺ جنت البقیع ﷺ مدینہ کے قبرستان تشریف لے گئے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی لہذا اس رات کو قبرستان جانا' مردوں کی روح کو ثواب پہنچانا اور ان کے لئے دعاء مغفرت کرنا جائز ہے بلکہ روایت فقہیہ سے اس رات کو قبرستان کی زیارت کرنا افضل معلوم ہوتا ہے جیساکہ فتاوی عالمگیری میں ہے

وافضل ایام الزیارة اربعة ایام یوم الاثنین والخمیس والجمعة والسبت وکذا فی اللیالی المتبرکة لا سیما لیلة البراء (۲)

زیارت قبور کے افضل دن چار ہیں پیر' جمعرات' جمعہ اور ہفتہ اسی طرح متبرک راتوں میں بھی زیارت قبور افضل ہے بالخصوص شب برات میں

حکیم الامت حضرت تھانویؒ مذکورہ روایت فقہیہ کے تحت علماء دیوبند کا فیصلہ ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

"اس روایت سے استحسان زیارت قبور کا خاص شب برأت میں بھی ثابت ہوگیا اور یہی فرمایا تھا مفتی صاحب دیوبند نے باقی ان کا یہ فرمانا کہ فقہاء کے کلام میں تصریح نہیں ملی الخ اس کی وجہ خود ساتھ ہی لکھ دی ہے کہ تلاش کرنے کی فرصت نہیں ہوئی اھ

پس اس روایت کے بعد اب دلیل میں کلام کی حاجت نہیں رہی' لان الفقهاء قداغنونا عنه اور گو یہ روایت غریب ہے جس کو مفتی صاحب نے غیر معروف

---

(۱) فتاوی دار العلوم دیو بند ج ۶' ص ۵۰۰
(۱) الفتاوی الهندیة (۵/ ۳۵۰)

فرمایا ہے مگر جب عالمگیر یہ میں اس سے نقل کیا گیا جس میں جم غفیر علماء کا شریک تھا اس لئے اس کے معتبر ہونے میں کوئی وسوسہ نہیں ہو سکتا (۱)

زیارت قبور کے مقاصد :

واضح رہے کہ زیارت قبور کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے پیشرووں کے لئے ایصال ثواب کیا جائے مرنے والوں کی قبور کی زیارت کے بعد اپنے اندر فکر آخرت پیدا ہو اپنی موت یاد آوے اور اعمال صالحہ کا جذبہ پیدا ہو زیارت قبور کی مشروعیت بھی انہی مقاصد کے پیش نظر ہے کیونکہ فکر آخرت اور ذکر موت ہی وہ شیٔ ہے جو بنی نوع انسان کو خواہشات نفسانی سے دور رکھتی ہے اور اسے زہد و تقویٰ سے مالا مال اور آخرت کی طرف رغبت دلاتی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد سے مذکورہ مقاصد کی وضاحت ہوتی ہے۔

عن ابن مسعودؓ ان رسول الله ﷺ قال کنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنيا وتذكر الآخرة (۲)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا' اب تم قبروں کی زیارت کر سکتے ہو کیونکہ قبریں دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور آخرت کو یاد دلاتی ہیں۔

اور یہ چیزیں اس وقت حاصل ہوں گی جب قبور ٹوٹی پھوٹی حالت میں ہوں' پرانی اور بوسیدہ ہوں ہر قسم کی روشنی اور غیر ضروری چراغوں سے خالی ہوں' ایسے قبور کی زیارت سے دل میں خوف و خشیت پیدا ہوتی ہے' نیک کام کی طرف رغبت اور برے کاموں سے نفرت ہوتی ہے' جب کہ آج کا معاملہ بالکل برعکس ہے آج کی بعض قبروں پر اور قبرستانوں میں مختلف موسم بالخصوص شب برأت کے موقع پر غیر معمولی

---

(۲) امداد الفتاویٰ ۴ / ۳۵ ط مکتبہ دار العلوم کراچی

(۲) راه ابن ماجة' مشکوة ص ۱۰۴ باب زیارة القبور و رواه ابو داؤد عن بريدة بلفظه " نهيتكم عن زيارة القبرر فزوروها فان فی زيارتها تذكرة"(۱۰۵/۲)

چراغاں کیا جاتا ہے قبروں کے ارد گرد طواف کیا جاتا ہے' مرد و عورت کا ناجائز اختلاط اور اس میں رقص و سرور اور باجا جانے کا پروگرام کیا جاتا ہے حالانکہ یہ سب امور ازروئے شرع ناجائز اور حرام ہیں' لعنت خداوندی کے موجب ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج (۱)

رسول اللہ ﷺ نے قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں اور اس کو جائے سجدہ اور چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اس قسم کی قبور میں لوگوں سے شرک وبدعات جو نافرمانیاں صادر ہوتی ہیں وہ الفاظ کی گرفت سے باہر ہیں' ایسی قبور کی زیارت سے فکر آخرت کی جگہ قساوت قلب پیدا ہوتی ہے

چنانچہ علامہ ابن الحاج المالکیؒ فرماتے ہیں

الثالث : انهم اعظموا المعصية بفعلها على القبور لانها موضع الخشية والفزع و الا عتبار و الحث على العمل الصالح فردوا ذلك للنقيض و جعلوه فى موضع فرح و معاصى و ما احد ثوه من الوعاظ على المنابر والكراسى والمحدثين من القصاص بين المقابر فى الليالى المقمرة و غير ها واجتماع الرجال والنساء جميعاً مختلطين ......

و ذلك كله ممنوع سواء كان الزوارات رجالاً ونساء' فكل ذلك ممنوع لما فيه من المفاسد المذكورة (۲)

وہ لوگ قبروں پر گناہ کا کام کرنے سے بڑی معصیت کے مرتکب ہوگئے ہیں کیونکہ قبور خوف و خشیت اور نصیحت حاصل کرنے کی جگہ ہیں' عمل صالح کی طرف

---

(۱) رواه ابو داؤد فى سنه (۲/ ۱۰۵) باب فى زيارة النساء ط مكتبه امدادية ملتان
(۲) المدخل لا بن الحاج المالكى ۱/ ۲۶۸ ط دار الفكر

رغبت دلانے والی ہیں، پس انہوں نے معاملہ کو برعکس کر دیا اور اس کو خوشی اور معصیت کا مرکز بنالیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے چاندنی راتوں میں منبر اور کرسی پر بیٹھ کر وعظ اور قصہ گوئی، مرد و عورت کا اجتماع اور اختلاط کی جو بدعات ایجاد کی ہیں، یہ سب ممنوع ہیں چاہے زیارت کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں، مذکورہ مفاسد شرعیہ کی وجہ سے یہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔

شب برأت کے موقع پر قبرستان جانا ایک مستحب کام ہے، اس کے لئے جماعت کی شکل اختیار کرنا ایک دوسرے کو دعوت دینا بدعت فی الدین ہے خود آنحضرت ﷺ اس رات کو جنت البقیع تشریف لے گئے تھے مگر اس کی اطلاع حضرت عائشہؓ کو بھی نہیں تھی اس لئے مسلمانوں کو چاہئیے کہ کسی قسم کے غیر شرعی افعال کے ارتکاب کئے بغیر تن تنہا قبرستان جائیں اور مردوں کے لئے ایصال ثواب کریں، مگر اس کو ضروری یا فرض نہ سمجھیں اور اس کو شب برأت کے ارکان میں داخل نہ کریں، غرضیکہ جو چیز جس درجہ میں ثابت ہو اس کو اسی درجہ میں رکھنا چاہئیے، اس سے آگے نہیں بڑھایا جائے ورنہ دین کی حدود باقی نہیں رہیں گی۔

شب برأت کی بدعات اور رسومات:

اللہ تعالیٰ نے جب شیطان ملعون کی نافرمانی اور گستاخی کی وجہ سے اس کو جنت کے پرسکون ماحول سے ذلیل و خوار کرتے ہوئے باہر نکال دیا تو اس نے بنی نوع انسان کے ساتھ عداوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ انسان کو صراط مستقیم سے دور اور کفر و شرک کی گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈبو دینے کی ہر ممکن سعی کرے گا جس کو قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

قال فبما أغويتني لأقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم . (الأعراف)

وہ کہنے لگا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں
کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا' پھر ان پر حملہ کروں گا'
ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی طرف سے
بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی (بیان القرآن)

چنانچہ وہ ہر دور ہر زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے ساتھ اپنے اس عزم کو عملی جامہ پہنانے کی ممکن کوشش کرتا رہا' اگر کسی جماعت کو شرک و کفر میں مبتلا کرتا رہا تو کسی دوسری جماعت کو بدعات و رسومات میں' الغرض وہ ہر بڑے اور چھوٹے گناہوں کا خوگر بناتا رہا اس طرح وہ ہمیشہ سے بنی آدم کو گمراہ کرنے میں مصروف رہے۔

شب برأت کے موقع پر جب باران رحمت کا نزول ہوتا ہے اور گناہ گاروں کے لئے مغفرت کا دروازہ عام ہو جاتا ہے اس اہم موقع پر بھی شیطان کو یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کس طرح انسان کو رحمت اور مغفرت خداوندی سے محروم کیا جائے کس طرح اسے عبادت الٰہی سے دور ہٹایا جائے چنانچہ اس فکر کی تکمیل کے لئے وہ لوگوں میں آتش بازی حلوے مانڈے مساجد میں چراغاں اور اجتماع کا التزام وغیرہ رسومات کو عام کر دیتا ہے تاکہ انسان ان خرافات میں پڑ کر اس رات کی فضیلت سے محروم رہے بلآخر بدعات و رسومات کا مرتکب ہو کر توبہ کی توفیق سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے مندرجہ ذیل سطور میں اس رات میں ہونے والی بدعات کا ذکر اور ان کی شرعی حیثیت کو سپرد قلم کیا جا رہا ہے۔

آتش بازی :

شب برأت کے موقع پر بعض دین سے ناواقف مسلمان آتش بازی کا بڑا اہتمام کرتے ہیں' لاکھوں روپے آتش بازی کی نذر کر دیتے ہیں حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس میں بے شمار مفاسد ہیں۔

(۱) آتش بازی کی رسم میں ایک تو بے جا مال ضائع کیا جاتا ہے جو بلا شبہ اسراف ہے، قرآن و حدیث میں اس کی سخت ممانعت آتی ہے، ایسے اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے

(۲) دوسرا نقصان یہ ہے کہ جو وقت اس میں خرچ ہو جاتا ہے اگر اسے عبادت میں لگایا جائے تو اللہ کی رضامندی و خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے تو اس میں تضیع اوقات بھی ہے۔

(۳) تیسری خرابی یہ ہے کہ آتش بازی پڑوس میں رہنے والے لوگوں کے لئے ایذا رسانی ہے بعض دفعہ جان کے لئے خطرہ کا سبب بھی بن جاتی ہے شریعت اسلامیہ میں کسی مسلمان کی ایذا رسانی کو حرام قرار دیا ہے اور اس پر شدید قسم کی وعید آئی ہے۔

(۴) چوتھی برائی یہ ہے کہ جو لوگ اس رحمت و مغفرت کی رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادات کے لئے مستعد رہتے ہیں ان کی عبادت کے لئے آتش بازی سخت مخل ہوتی ہے۔

لہذا جو لوگ آتش بازی کرتے ہیں وہ ان تمام مفاسد اور برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اپنا مال اور وقت ضائع کرتے ہیں اللہ و رسول ﷺ کی ناراضگی مول لیتے ہیں، مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہیں ان کی عبادت میں خلل ڈالتے ہیں، شیطان کو خوش کرتے ہیں۔

اس لئے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ خود بھی اس ناجائز اور حرام امر سے بچنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی بنیت اصلاح اس رسم بد سے بچنے کی تلقین کریں۔

غیر معمولی چراغاں :

شب برأت کی آمد پر مساجد اور گھروں میں غیر معمولی چراغاں اور حد سے زائد روشنی کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے اس میں اگر اپنا مال ہے تو ایک تو اسراف کا گناہ ہے دوسرے یہ کفار کے ساتھ مشابہت اور ہندوؤں کی رسم و رواج کی متابعت ہے جو از روئے شرع شریف ناجائز اور حرام ہے اور اگر مسلمانوں سے لئے ہوئے مال سے ہو

تو مزید ایک گناہ خیانت کا بھی ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفیؒ شب برأت کے موقع پر غیر معمولی چراغاں کے متعلق فرماتے ہیں :

اسراج السرج الکثیرۃ فی السکک والا سواق لیلۃ البراءۃ بدعۃ و کذا فی المسجد (۱)

شب برات میں گلی اور بازاروں میں زیادہ چراغاں کرنا بدعت ہے اسی طرح مسجد میں بھی (یہ بدعت ہے)

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسم بد کی ابتدا برامکہ سے ہوئی یہ لوگ دراصل آتش پرست تھے۔ جب یہ مسلمان ہوئے توانہوں نے یہ رسم ترک کرنے کی جگہ اس کو جاری رکھا سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں میں اس بدعت قبیحہ کی ترویج کی ہے

چنانچہ ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں :

واول حدوث الوقید من البرا مکۃ و کانوا عبدۃ النار فلما اسلموا اد خلوا فی الاسلام ما یموھون انہ من سنن الدین(۲)

الشیخ علی المحفوظ رقم طراز ہیں :

وقال العلامہ ابو شامۃ و مما احد ثہ المبتدعون و خرجوا بہ عما وسمہ الدین و جروا فیہ علی سنن المجوس واتخذوا دینھم لھواً و لعباً الوقود لیلۃ النصف من شعبان واول ما حدث ذلک فی زمان البرا مکۃ فادخلوا فی دین الاسلام و مقصود ھم عبادۃ النار (۳)

---

(۱) البحر الرائق ۵/ ۲۱۵

(۲) مرقات المفاتیح للمحدث العلامۃ علی بن محمد القاری الحنفی ۳/ ۱۹۸ ط مکتبہ امدادیۃ ملتان

(۳) الا بداع فی مضار ا لابتداع للشیخ علی المحفوظ المصری. ص ۲۸۹ ط دار الکتاب العربی

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

ومن البدع الشنيعة ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الهند من ايقاد السرج و وضعها علی البيوت والجدران و تفاخرهم بذلك و اجتماعهم للهو و اللعب بالنار واحراق الكبريت فانه مما لا اصل له فی الكتب الصحيحة المعتبرة ولم يرو فيها حديث ضعيف ولا موضوع ولا يعتاد ذلك فی غير بلاد الهند بل عسى ان يكون ذلك وهو ظن الغالب اتخاذاً من رسم الهنود الخ (۱)

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ کفار کی مشابہت کو ترک کریں غیر ضروری چراغاں سے گریز کریں

حلوے مانڈے کی رسم :-

شب برأت کی دیگر رسومات کی طرح اس کا بھی بڑا اہتمام کیا جاتا ہے بعض مسلمانوں نے اس رسم کو ایسا لازم کر لیا ہے کہ اس کے بغیر سمجھتے ہیں شب برأت ہی نہیں ہوتی' یہ بھی شیطان کی ایک گھناؤنی سازش ہے تاکہ انسان کو کھانے پینے کے چکر میں ڈال کر عبادات الٰہی سے محروم کر سکے' ورنہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے حلوے مانڈے اور دیگر کھانے پینے کے لئے شب برأت نہیں' شب برأت کی مشروعیت اس وجہ سے ہے کہ اس شب میں شب بیداری اور عبادت کے ذریعہ گناہگار بندے اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں جگہ پا سکیں اور مغفرت خداوندی کی وسعت سے نفع اٹھا سکیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فضیلت والی اس رات کی قدر کرنے اور اس رات کو عبادت کرنے کی توفیق بخشے' شیطان کی ایجاد کی ہوئی تمام لغویات اور خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وأصحابه أجمعين.

---

(۱) ما ثبت بالسنة فی ايام السنة للشيخ المحدث عبدالحق دهلوی ص ۲۱٤

ہماری دیگر مطبوعات

	قیمت
(۱) اشرف الھدایہ جلد ۱۳، ۱۴ یکجا مجلد	370
(۲) اشرف الھدایہ جلد ۱۵، ۱۶ یکجا مجلد	350
(۳) قرۃ العینین فی شرح مغلقات موطئین	75

اس کتاب میں مؤطا امام مالکؒ اور مؤطا امام محمدؒ کے اہم اہم مباحث کو آسان الفاظ میں حل کیا ہے۔

(۴) التشریح المنضود فی شرح قال ابوداود	65
(۵) متوسطہ سوم انگلش واردو ترجمہ	36
(۶) تحفۃ الطالبین مع سو مسنون دعائیں	40

تحفۃ الطالبین ایک ایسی کتاب ہے جس کو شعبہ ناظرہ وحفظ کے طلباء کیلئے جید علماء نے بہت مفید قرار دیا ہے لہذا بچوں کے والدین اور اساتذہ کو چاہئے کہ یہ کتاب لازماً طلباء کو پڑھائیں بعض مدارس نے اسکو شامل نصاب بھی کرلیا ہے۔